بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ ۚ

''اے میرے محبوب وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا دستِ قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔ (الفتح ۴۸:۱۰، پ۲۶)

1

تفہیمات کلمہ کی کل

تصنیف لطیف

ازقدوۃ السالکین زبدۃ الکاملین مجاہد قوم وملت حامئی شریعت رہبر طریقت مولانا الاجل حاجی الحرمین
شیخ الاسلام حضرت سیدنا شاہ **محمد ولی اللہ قادری** علیہ الرحمۃ والرضوان
مالا پور، دھارواڑ، کرناٹک (الہند)

توضیح وتشریح

پیر طریقت حضرت سید شاہ **عارف القادری** ابن سید منور القادری عفی عنہ
المتوطن فقیر نندہلی، مقیم حال سونا پور، مالا پور، دھارواڑ، کرناٹک (الہند)

Published by
ALHUDA PUBLICATIONS
2982, Kucha Neel Kanth, Qaziwara, Daryaganj, New Delhi -2
Cell : 8010503999 / 8459026205

© جملہ حقوق محفوظ ہیں

سرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

نام کتاب : تفہیمات کلمہ کی کل
مصنف : مجاہد قوم وملت حامئی شریعت رہبر طریقت مولانا الاجل حاجی الحرمین شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمۃ
توضیح وتشریح : پیر طریقت حضرت سید شاہ عارف القادری ابن سید منور القادری عفی عنہ المتوطن فقیر نندہلی، مقیم حال سوناپور، مالاپور، دھارواڑ، کرناٹک (ہندوستان)
پروف ریڈنگ : عبید الرحمٰن صدیقی مظفر پوری
سن اشاعت : جولائی 2007ء جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ (باراول)
جنوری 2015ء ربیع الاول ۱۴۳۶ھ (بارِدوم)
صفحات : 128
تعداد اشاعت : 1100
قیمت :
زیر اہتمام : الہدیٰ پبلی کیشنز، قاضی واڑہ، دریا گنج، نئی دہلی ۲
پیشکش : پیر طریقت حضرت سید شاہد الطاف شاہ قادری
سجادۂ نشیں آستانۂ قادریہ نوریہ، خانقاۂ قادریہ نوریہ سقافیہ جامع مسجد جنگلی پیٹھ، پرانی ہبلی، ہبلی کرناٹک۔ (موبائل) 09448467215

Published by
ALHUDA PUBLICATIONS
2982, Kucha Neel Kanth, Qaziwara, Daryaganj, New Delhi -2
Cell : 8010503999 / 8459026205

فہرستِ مضامین

انتساب	5	**فصل ششم**	45
فصل اول	10	اِقرار باللسان......بالقلب کیا ہے؟	47
سرِ تخلیق کلمۂ طیب	10	تصدیق بالقلب کا راز	50
فصل دوم	13	کلمۂ طیب کے چھ کلو میں پوشیدہ	53
تفہیماتِ کلمہ	13	**فصل ھفتم**	64
کلمۂ طیب......واجبات کتنے ہیں؟	13	عشق کیا ہے؟	64
کلمۂ طیب......سلسلۂ قادریہ	14	طالب کسے کہتے ہیں؟	68
فصل سوم	15	مطلوب کون ہے؟	68
فصل چھارم	21	راہ کیا ہے؟	69
تخلیقِ ذاتِ انسانی کا راز	23	راہِ شریعت کی تفصیل	70
مُرشد کامل	24	راہِ باطن کی تفصیل	71
عالم کسے کہتے ہیں؟	25	قلب کسے کہتے ہیں؟	72
فصل پنجم	30	فکر کیا ہے؟	75
تخلیقِ کفر وشرک	30	مومن کون ہے؟	77
کفرِ ابلیس کا تجزیہ	37	مرشدِ کامل کسے کہتے ہیں؟	78
شرک کی تخلیق کا ایک اہم راز	37	مرشد کیا ہے؟	79
صوم یعنی روزے کی تخلیق کا راز	38	مرشدِ کامل کے علوم	79

مرید کسے کہتے ہیں؟	81	خلقت کیا ہے؟	95
فصل هشتم	82	جملہ لا الہ الا اللہ کیا ہے؟	97
علم کیا ہے؟	82	توحید کیا ہے؟	97
علم دیدار کیا ہے؟	83	یہ جلال خداوندی کیا ہے؟	98
مراقبہ کیا ہے؟	84	ایک سائل کا عجیب سوال	102
مرشدِ کامل کے فرائض	84	جواب صواب	103
تصورِ شیخ کیا ہے؟	86	لا الہ الا اللہ کیا ہے؟	103
عشق کیا ہے؟	89	علم تصوف	105
فصل نهم	91	مختصر سوانح حیاتِ مصنف علیہ الرحمہ	112

انتساب

پیرِ کامل، فخرِ ملت، رہبرِ شریعت وطریقت، سیدنا شاہ محمد شاہ قادری ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ پیرانِ عظام وکاملانِ حق چار پیر چودہ خانوادوں کے عارفین وواصلین واہلِ کمال معرفتِ حق کے نام!

اور خصوصاً آلِ رسول جگر گوشۂ بتول، فنافی اللہ وفنافی الرسول بقا باللہ، سرِّ امرِ ربی، پیران پیر، روشن ضمیر، غوث الصمدانی، محبوبِ سبحانی، مقبول ہر دو جہانی حضرت میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

پیرِ طریقت حضرت سید شاہ عارف القادری ابن منور القادری عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ نَوّر قُلوبَ الۡعارِفین بِنُورِمعرفتِهٖ واَحۡرقَ اَکبادالۡعَاشِقِیۡنَ بِنَارِاشۡتِیَاقِهٖ وَاَمۡلأ صدورَالۡمُحبین بِحُبّ ذاته واَجۡلأ ضَمَایرَالۡوَاصِلِیۡنَ بِنظرِجماله وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ قَالَ فِیۡ شَانِهٖ وَمَایَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی اِنۡ هُوَاِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی وَآلِهٖ الطَّیِّبِیۡنَ قَالَ فِیۡ حَقِّهِمۡ اِنَّمَا یُرِیۡدُاللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا وَاَصۡحَابِهٖ الَّذِیۡنَ قَالَ فِیۡ وَصۡفِهم وَکُلًّا وَّعدَاللّٰہُ الۡحُسۡنٰی وَعَلَیۡنَامَعَهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡن۔ اَمَّابَعۡد!

”ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان اوررحم کرنے والا ہے۔ حمد اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی معرفت کے نور سے عارفین کے قلوب کو منور کرتا ہے اور عاشقین کے شوق کو اپنے اشتیاق کی لَو سے جلا بخشتا ہے اور محبین کے سینوں کو بھر دیتا ہے اپنی ذات کی محبت سے اور واصلین کے قلوب کو اپنی نظر جمال سے جلا عطا کرتا ہے اور رحمت کاملہ اور دائمی سلامتی نازل ہو اس کے حبیب اور اس کے رسول ﷺ پر جس کی شان مبارک میں خود ارشاد فرمایا وہ جو کچھ کہتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں بلکہ ان کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے اور رحمت وسلامتی نازل ہو آپ کی آل پاک پر جن کے حق میں ارشاد گرامی ہوا بیشک اللہ چاہتا کہ اہل بیت سے ان کی رجس (ناپاکی) کو دور کیا جائے اور انہیں خوب

خوب ستھرا کیا جائے اور رحمت نازل ہو آپ کے اصحاب پر جن کی
پاک صفات کا یوں ذکر فرمایا ان سب کے حق میں اللہ کا پاک وعدہ
ہے اور ہم سب پر اس کے رحمت کی بارش کی چند چھینٹیں صبح
قیامت تک نازل ہوتی رہیں۔ امابعد!

مولا یاصل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم (امام بوصیری)

مولائے کائنات سیدنا باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

دوائک فیک وماتبصر ۔۔۔ ودائک منک وماتشعر
وتزعم انک جرم "صغیر" ۔۔۔ وفیک انطوی العالم الاکبر

تیری دوا تجھی میں ہے اور تو نہیں دیکھتا
اور تیری بیماری بھی تجھی سے ہے تو نہیں محسوس کرتا
اور تو خود خیال کرتا ہے کہ تو چھوٹا سا جسم ہے
حالانکہ تیرے اندر ایک عالم اکبر پوشیدہ ہے

تفسیر روح المعانی حمدِ باری تعالیٰ وصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد فقیر شاہ محمد ولی اللہ قادری عفی عنہ گزارش کرتا ہے کہ چندروز پیشتر ایک عجیب سوال جو دل کی دھڑکن کو تیز سے تیز تر کردیا اور قلم کو بعجلت جنبش دینے پر مجبور کردیا چونکہ ہماری قوم چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل کو زیر بحث بنا کر آپس میں اختلاف وانتشار پیدا کرتی ہے۔ اس لئے قوم وملت کی فلاح وبہبودی کی خاطر امتِ مسلمہ کے سامنے اس کا آسان زود فہم جواب قلم بند کرنے کی جسارت کیا۔ گرچہ سوال چند سطور پر مشتمل وشامل ہے مگر اس کے جواب کو بھی اجمالاً واختصاراً بیان کرنے کی

بجائے تھوڑا تفصیلاً وتشریحاً واضح کرنے کی کوشش کیا۔ تاکہ عوام الناس اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ تصوف، علومِ باطنیہ، بیعت وخلافت ارادت واجازت، تعلیم وتربیت اور اصلاحِ باطن یہ تمام امور دورِ جدید کی ایجاد واختراع نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور حدیث سے ان کا ثبوت مدلل ومبرہن ہے جو ہر ذی علم وعقلِ سلیم پر واضح واشکار ہے۔ اب مستفتی کا سوال مندرجہ ذیل ہے پھر اس کے بعد تعمقِ نظر، توجہ قلب، تصورِ خیال سے جوابِ سوال ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: درکلمہ دو کفر شرک انہ چار ۔۔۔ از طفیل مرشدِ کامل براء

کیا اس شعر کے مطابق واقعی کلمۂ طیبہ میں دو کفر اور چار شرک موجود ہیں؟ کیا جن کو نکالے بغیر کلمہ گو ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا؟ اور اکثر مرشدانِ طریقت بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ جب تک کلمۂ طیب سے دو کفر چار شرک نکالے بغیر نہیں پڑھتے تب تک نہ کلمہ پاک ہوسکتا ہے نہ پڑھنے والا! اس لئے للہ جواب مرحمت فرمائیں کہ اس شعر میں شاعر آخر کیا کہنا چاہتا ہے اور وہ پیرانِ طریقت جو کلمۂ طیب میں خباثت کے عناصر تلاش کرتے ہیں۔ ان کے لئے ازروئے شریعت و طریقت کیا حکم آیا ہے۔ کیا مسلمان اُن سے وابستہ رہیں۔ یا نہ؟

المستفتی: مرید صادق مصنف علیہ الرحمہ
کنٹراکٹر عالی جناب اقبال احمد صاحب کلادگی، ضلع بیجاپور)

الجواب: اے طالب صادق مندرجہ بالا شعر اور سوال کی گہرائی میں جانے سے پہلے کلمۂ طیب کے حقائق ومعارف کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر تو کلمۂ طیب کے اسرار کو نہیں سمجھ سکتا۔

فصل اول

سرِ تخلیقِ کلمۂ طیب

اے طالب صادق جاننا چاہیے کہ ''کُنتُ کَنزًا مَّخفِیًّا''، یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا یہ ایک ''سرِ ذات'' ہے یعنی فقط اک ذاتِ قدیم! نہ علم تھا نہ شعور، نہ قرب تھا نہ بعد، نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ عرش تھا نہ فرش، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ علم تھا نہ عرفان، نہ صفت وصفات اور نہ کسی مخلوقات کا وجود! بس وہی ایک ذات!

جیسا کہ حدیثِ پاک میں ارشاد نبی ﷺ ہے۔

کان اللہ ولم یکن معہ شیء وھو الآن کما کان وھو لا یتغیر بذاتہٖ ولا بصفاتہٖ ولا فی افعالہٗ ولا فی اسمائہٖ بحدوثِ الاکوان فلا یکون مع اللّٰہ غیر اللّٰہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں وہ پہلے جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ کبھی بدلتا نہیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ اپنے ناموں میں، کائنات کے بدلنے کی طرح پس خدا کے ساتھ غیرِ خدا نہیں ہوسکتا ہے۔

جب ذاتِ حق نے ھویّت کے اسرار و رموز کو ظاہر کرنا چاہا تو فرمایا ''کُنتُ کَنزًا مَّخفِیًّا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق'' یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ خلقت میں پہچانا جاؤں۔

اے مرید لایُرید! پس ذات اقدس نے چاہا یعنی چاہت کیا ہے؟ حُب ہے! حب سے علم و ارادہ فرمایا! ذاتِ حق نے اپنی ھویّت سے اپنا ذاتی اسم 'اللہ' اخذ کیا اور اِسم اللہ کی محبت میں خود ہی ارشاد فرمایا ''لاالہ الا اللہ'' اے سالکِ صادق ذرا غور کر کہ یہ کلمۂ لامکانی ہے۔ کیوں کہ فقط اک ذات اللہ کے سوا کوئی وجود نہیں تھا! جو اس کلمۂ طیبہ کی تخلیق اور اِقرارِ ذات خداوندی کا گواہ ہو جاتا۔ جب کہ اس کلمۂ طیبہ کی تخلیق کی خبر نہ ارض سمٰوٰت کو تھی! نہ مخلوقات کو۔

اے طالب یقین! اللہ جل شانہٗ نے اپنے نورِ ذات سے نورِ محمدی ﷺ کی تخلیق فرما کر مشاہدہ کیا اور اس نور محبوبی کو ''محمد رسول اللہ'' ﷺ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ غور کرنا چاہئے کہ ذاتِ ھویّت نور ہے۔ نور سے لاالہ الااللہ ہے۔ اور لاالہ الااللہ سے ذاتِ الااللہ ہے اور نورِ الااللہ سے محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کلمۂ لامکانی ہے۔ ''**لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ** ﷺ'' کی تخلیق کے وقت ماسویٰ اللہ کوئی وجودِ غیر بالکل نہیں تھا۔ پس اللہ جل شانہٗ نے کلمۂ طیبہ کے دوسرے حصہ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے نور سے کُل موجودات کی تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تا کہ ہر مخلوق اپنے محبوب کی محتاج وممنون رہ کر آپ ہی کے توصل سے سرِّ حمد وثناء تک پہنچے۔ اس طرح نورِ محمدی ﷺ اللہ جل شانہٗ اور مخلوق کے درمیان برزخِ کبریٰ ہے۔

اے طالب اللہ کیا تو جانتا ہے کہ اسم اللہ ذات کی تشریح کلمۂ طیب **لاالہ الااللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** ہے اور **لاالہ الااللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** کی تشریح قرآن مجید ہے قرآنِ مجید کی تشریح سیرت نبوی ﷺ اور احادیثِ کریمہ ہیں۔ احادیث کریمہ کی تشریح صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین و اولیاء کرام ہیں

اور یہ وہ ہستیاں ہیں جن کا مشہود و مقصود، معبود و موجود صرف کلمۂ طیبہ ''لا الٰـہ الا اللہ محمّد رسول اللہ'' سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر کلمہ طیبہ میں کفر و شرک جیسے خبائث موجود ہوتے تو کلمہ طیبہ کی تشریح یعنی (قرآن مقدس) میں بھی مذکورہ خبائث کا اثبات لازم آتا۔ اگر قرآنِ مقدسہ میں بھی اسی قسم کا نقص ہوتا تو سیرت نبوی ﷺ مشکوک ہو جاتی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! اللہ جل جلالہ اس طرح کی خطرناک گمراہی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

فصل دوم

تفہیماتِ کلمہ

کلمۂ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کیا ہے؟

یہ وہ نور ہے جو ہر طرح کے کفر و شرک کو اپنی تجلیات سے جلا کر اپنے عامل کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ آیئے کلمۂ طیب سے متعلق اور کچھ ضروری معلومات حاصل کرتے ہیں۔ کلمۂ طیب سے متعلق فرائض کتنے ہیں؟

کلمۂ طیب سے متعلق تین فرائض ہیں: (۱) اپنی عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ کلمۂ طیب کا پڑھنا ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ (۲) کسی کے اصرار پر معاً پڑھنا ہے۔ (۳) کلمۂ طیب کی حقیقت کو سمجھ کر پڑھنا۔

کلمۂ طیب سے متعلق واجبات کتنے ہیں؟

کلمۂ طیب میں واجبات بھی تین ہیں: (۱) اقرار باللسان (۲) تصدیق بالقلب (۳) عمل بالجوارح پر عامل رہنا۔ مختصر تشریحِ واجبات یہ ہے کہ اقرار باللسان منحصر ہے تصدیق قلب پر اور تصدیقُ القلب موقوف ہے عامل ارکانِ کلمہ ہونے پر اور اگر ارکانِ کلمہ پر عمل نہیں کیا تو تصدیق قلبی کے شرائط پورے نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا شدید گمراہی کا خطرہ لاحق رہتا ہے کیونکہ تصدیق قلبی ہی غلط ہو جائے تو اقرار باللسان سراسر نفاق ہو کر رہ جائے گا۔

کلمۂ طیب اور احکاماتِ سلسلۂ قادریہ

اے طالب صادق سلسلۂ قادریہ عالیہ میں کلمۂ طیب سے متعلق معنوی یعنی باطنی فرائض دس (۱۰) ہیں جن کی تکمیل پر ایمان کا انحصار ہے اور وہ تین اقسام میں منقسم ہیں ان میں تین فرائض اقوالی ہیں۔ تین فرائض افعالی ہیں۔ تین فرائض استدلالی ہیں اور ایک فرض نسبی ہے۔

(۱) فرائض اقوالی:

(۱) کلمہ گو کا عاقل ہونا۔ (۲) بالغ ہونا (۳) ناطق ہونا۔

(۲) فرائض افعالی؟

(۱) کلمہ گوئی کے لئے زور زبردستی کا نہ ہونا یعنی ''لا اکراہ فی الدین'' کا ملحوظ رکھنا۔ (۲) ترتیب کا ملحوظ رکھنا۔ (۳) بلا فصل عامل ہونا۔

(۳) فرائض استدلالی:

(۱) اللہ جل شانہٗ کی ذات کا مشاہدہ اپنی اور خلق کی ذات کے آئینوں میں کرنا۔

(۲) اللہ جل شانہٗ کے صفات کا خود کے اور خلق کے آئینوں میں مشاہدہ کرنا۔

(۳) اللہ کے افعال کو خود کے اور خلق کے افعال میں پانا۔

(۴) فرض نسبی............ نبی کریم ﷺ کی آلِ اطہار سے محبت و مودّت کرنا۔

کلمۂ طیب سے متعلق مخلوق کتنے ہیں؟

کلمۂ طیب سے متعلق دو مخلوق ہیں: (۱) اِقرار (۲) تصدیق

کلمۂ طیب سے متعلق غیر مخلوق کتنے ہیں؟

کلمۂ طیب سے متعلق غیر مخلوق دو ہیں: (۱) توفیق (۲) ہدایت

فصل سوم

(۱) درکلمہ دو کفر شرک انہ چار
ازطفیلِ مرشد کامل براء (علامہ جامیؒ)

اے طالبُ اللہ! اس شعر کے لفظی معنی یہ ہوتے ہیں کہ کلمہ میں دو کفر اور چار شرک ہیں کہ تو مرشد کامل کی تلقین کے طفیل اس خباثت کو نکال دے۔ اس طرح اک اور بزرگ کا شعر بھی خاصہ مشہور رہا ہے، ملاحظہ کیجئے۔

(۲) کفر و شرک لا الہ را گر نہ دانی اے گدا
تا قیامت خواندہ باش نیست مرسودے ترا

ظاہر ہے کہ اس شعر کے لفظی معنی اس طرح ہوتے ہیں کہ اے فقیر اگر تو لا الہ کے کفر و شرک کو نہیں جانتا اور جانے بغیر الفاظِ لا الہ خواہ قیامت تک پڑھے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

تجزیہ اشعار: پہلے شعر میں درکلمہ کے الفاظ موجود ہیں اور دوسرے شعر میں لا الہ کے الفاظ موجود ہیں! جو ترکیب اضافی کی صورت میں کفر و شرک کا مضاف الیہ واقع ہوتے ہیں اور ترکیب اضافی سے متکلم کا مقصود مضاف کی توضیح ہوا کرتی ہے۔ جیسے گھر کا آدمی! یا گھر کا روپیہ۔

ترکیب اضافی سے مقصود لیں تو گھر کا آدمی، بمعنی وہ آدمی جو متکلم کے گھر میں رہا کرتا ہے یا وہ روپیہ جو متکلم کے گھر میں ہے۔

بس اتنی سی بات پر علم ناشناس، نحو ناشناس جاہل و کاہل پیروں نے واویلا

مچانا شروع کر دیا کہ پہلے شعر میں جولفظِ کلمہ ہے اس کلمہ سے مراد وہ کلمۂ طیب ہے جو انبیاءِ کرام و مرسلانِ عظام کا سرچشمہ تھا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

ذرا غور کیجئے کہ پہلے شعر میں لفظِ کلمہ سے پہلے۔ لفظِ ''در'' آیا ہے۔ اور لفظِ ''در'' کے معنی ''اندر'' یا ''درمیان'' کے ہیں۔

بس مذکورہ ترکیب اضافی کے لحاظ سے جاہل ایمان فروش پیروں نے سمجھ لیا کہ بزرگوں کے دونوں اشعار نفسِ کلمہ طیب میں موجود اُس خباثت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کو کفر وشرک کہتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

ایسے جاہل پیر! غضب تو اُن بے چارے مُر دین پر ڈھاتے ہیں جو پیر کا دامن پکڑ کر سیدھے جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ علماءِ شریعت مطہرہ کے خلاف بھڑکانا۔ کہ یہ علماءِ ظاہر ہیں۔ یا یہ کورے ظاہر پرست ہیں۔ اُنہیں علم طریقت کی ہوا چھوکر بھی نہیں گذری تو یہ علماءِ ظاہر اس راز کو کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ کلمۂ مقدسہ کے اندر کفر اور شرک کس طرح پوشیدہ ہیں۔ یہ کام تو ہم پیرانِ باطن کا ہے کہ ہم مرید کو خالص کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیتے ہیں۔۔۔۔ اب بتائیے بیچارہ عام مرید شریعت سے نکلا تھا منزل طریقت کی تمنا میں مگر افسوس کہ پہلے قدم پر بھٹک کر رہ گیا۔ نہ شریعت کا رہا، نہ طریقت کا۔ اب جائے تو کہاں جائے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کی مصداق تباہ ہو گیا۔ افسوس ان دریائے بے پیرگی میں غریق، نابالغ پیرانِ طریق محض اپنے خیال خام سے اُن رہبرانِ دین کے اشعارِ مذکورہ کو نہ

سمجھ کر سارے زمانے میں بدنام کرنا شروع کر دیا کہ یہی وہ امامان ہیں جنہوں نے کلمۂ طیب میں پوشیدہ کفر وشرک کو ڈھونڈ نکالا۔ حالانکہ وہ حضرات تقدس صفات کلی طور پر ان ناپاک الزامات سے بری ہیں۔

اے طالب صادق غور کر کہ لفظ ''کلمہ'' کے لغوی معنی کیا ہیں۔ اور صوفیانِ کرام اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔

اگر یہ کم ظرف پیر! دوسرے شعر کی ترکیب اضافی سے یعنی کفر وشرک لا الہ کی وضاحت سے واقف رہتے تو شعرِ اوّل کے لفظ کلمہ سے مراد کلمۂ طیب ہرگز نہ لیتے۔

نادان جاہل پیروں نے دین کے برگزیدہ بزرگوں پر سراسر بہتان لگایا ہے معاذ اللہ! یہ بہت ہی چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے۔ ارشادِ گرامی ہے کہ ''**كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا** ''یعنی بہت ہی بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے نہیں کہتے ہیں یہ لوگ مگر سراسر جھوٹ۔

خداوند علیم وعلام کے بعد عالم ما کان و ما یکون، عالمِ اول و آخر، عالم ظاہر و باطن، عالم اسرار و معارف۔ اگر کوئی ہے تو صرف اور صرف نبی غیب دان ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے جن کے صدقے اور طفیل میں یہ کلمۂ طیب ایک لاکھ کئی ہزار انبیاءِ کرام کو عطا کیا گیا بالآخر کلمۂ **لا الہ الا اللہ محمّد رسول اللہ** ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کو رسول بنا کر عالم غیب سے عالم شہادت میں بھیجا گیا اور آپ کی عطا سے یہ کلمۂ طیب ہم اُمتِ محمدی ﷺ کو عطا کیا گیا۔

اے سالکِ اخلاص ذرا غور کر کہ اس کلمۂ طیب کی ترتیب لفظی و معنوی کی صورت میں کوئی لفظ یا معنی ایسے موجود ہوتے جو واقعی کفر اور شرک پر مشتمل ہوتو

اللہ جل شانہٗ اس کلمۂ مبارکہ کا نام کلمۂ طیب کیوں رکھتا؟ اگر کلمۂ مقدس میں کوئی عیب ہوتا تو مخبرِ صادق ﷺ اس کلمہ لاالہ الاالله محمد رسول اللهﷺ کو کلمۂ طیب کیوں فرماتے اور اگر کلمۂ طیب کے اندر ہی خود کفر وشرک موجود ہوتے تو یہ کلمۂ طیب انسان کو کفر وشرک سے پاک کر سکتا ہے؟ نعوذ باللہ منہ!

اے اُمت رسول اعظم ﷺ کے مسلمانوں ذرا سوچو! جیسا کہ ابتداء میں ہی میں عرض کر چکا ہوں کہ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ﷺ کی تخلیق امرِ کُن سے پہلے ہوئی ہے۔ اور یہ جو تمام مخلوقات ہیں سخن کُن فیکون کے بعد کے ہیں۔ امرِ کُن سے پہلے صرف اور صرف ذات اقدس الله الصمد موجود تھی اور اپنے ہی نورِ سرِ ذات کا نام کلمۂ طیب ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰه ﷺ'' رکھا اور سخن کُن سے پہلے خود اس کلمۂ اقدس کی تلاوت فرمائی۔

جانتے ہو یہ کلمۂ طیب کیا ہے؟ یہ کلمۂ طیب اللہ عزوجل کا آئینہ ہے اور اللہ عزوجل کلمۂ طیب کا آئینہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ کلمۂ طیب کا راز ہے۔ کلمۂ طیب عزوجل کا راز ہے۔ کلمۂ طیب اللہ عزوجل کی قدرتِ کاملہ کے اظہار کا وسیلہ ہے۔

اے غافل جاہل پیر ذرا سوچ اگر اس کلمۂ مقدسہ میں کوئی عیب ہوتا یا نقص ہوتا تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کلمۂ طیب کو اپنی قدرت کے اظہار کا وسیلہ کیسے بناتا۔ کیا تو جانتا ہے کہ کل موجوداتِ کلمۂ طیب سے باہر نہیں بلکہ کل موجودات کا کلمۂ طیب احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْط۔

اے طالب صادق جاننا چاہیے کہ کلمۂ طیب کیا ہے؟ کلمۂ طیب نورِ محمدی ﷺ کا ایک ایسا راز ہے جو عاشقانِ محمدی ﷺ کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ اول

ماخلق الله نوری و كلا خلايق من نوری عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔

اے گمراہ جاہل پیر کاش کہ تو مریدوں کی تعداد کا بڑھانا چھوڑ کر اپنی عاقبت کو سنوارنے کی فکر کرتا۔ اور اپنے وجود میں ان نقائص کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتا جس کو تو کلمہ طیب میں ثابت کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ کاش کہ تو اوّل ماخلق الله نوری کے اسرار ورموز کو پہچانتا! کاش کہ تو کلمۂ لا الہ الا اللہ کے اسرارِ توحید کو پہچانتا! کاش کہ تو محمد رسول اللہ کی رسالت کا قیدی بن جاتا۔ کاش کہ تو فنا اور بقا سے آشنا ہوتا۔ کاش کے تو مجلس محمدی ﷺ کے لائق ہوتا۔۔۔۔ اور کاش کہ تو ان ناپاک خیالات سے توبہ کرتا اور اس فقیر کے در پر آتا۔ اگر تو آجائے تو فقیر کا دروازہ کھلا ہے اگر نہیں آسکتا تو شریعتِ مطہرہ میں واپس لوٹ جا تاکہ کم از کم تیری توبہ تو قبول ہو۔

اے طالبانِ خدا! فقیر حسد وبغض کی بنا پر کچھ نہیں کہتا اور اگر کچھ کہتا ہے اللہ شاہد ہے کہ مسلکِ طریقت کے حساب سے صد فیصد درست کہتا ہے۔ اگر تم آؤ تو فلاح پاؤ گے اور میں بقید حیات بھی ہوں اگر نہ آسکو تو اپنی آل اور اولا کو ضرور بھیج دینا تاکہ میں ان کا حصۂ آخرت کا پتہ دیدوں۔

جانتے ہو اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ آج بھی اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ گرامی ہے: ان اولياء الله لايموتون بل ينتقلون من دار الی دار یعنی اللہ عزوجل کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوجاتے ہیں۔

اور اگر میں نہ رہوں تو اپنے لواحقین کو اس فقیر کے ورثاء وخلفاء کی خدمت میں بھیج دینا۔ انشاء اللہ میرے وارثین وخلفاء طالبانِ خدا کی مکمل رہبری

فرمائیں گے۔ کیونکہ میں اُمتِ محمدی ﷺ کا ایک ادنیٰ طبیب خاص ہوں اگر میں جسم سے گذر بھی جاؤں تو بھی اپنے خلفاء و مریدین کی روحانی رہبری سلسلۂ عالیہ قادریہ کے مطابق کروں گا۔ اگر چہ میں ظاہر میں نظر نہ بھی آؤں تب بھی میرے وابستگان کو مجھ سے روحانی پیروی انشاءاللہ ضرور نصیب ہوگی۔

اے طالب صادق اِس ضمنی پہلو سے اعراض کرتے ہوئے اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

فصل چہارم

اے طالب صادق کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں غیر مکررہ الفاظ چھ (٦) ہیں جن کو کُل یا ٹکڑے کہتے ہیں۔ یعنی (١) لا (٢) اله (٣) الا (٤) اللہ (٥) محمد ﷺ (٦) رسول۔ تو محقق صوفیانِ کرام نے اپنی مخصوص اصطلاح میں ہر کل یا ٹکڑے کو اس طرح موسوم کیا ہے۔ (١) لا۔ عبارت کلمہ۔ (٢) الہٰ۔ یعنی کلمہ (٣) الا۔ مقصود کلمہ۔ (٤) اللّٰـــہ۔ حاصل کلمہ۔ (٥) محمد ﷺ۔ نتیجۂ کلمہ (٦) رسول۔ خلاصۂ کلمہ۔

اس سے پہلے کے ہم کلمہ طیب کے لفظی ومعنوی تقاضوں پر روشنی ڈالیں آیئے ہم پھر اُس شعر کی تشریح میں جاتے ہیں جو اپنا موضوع بحث ہے۔

در کلمہ دو کفر شرک انہ چار
از طفیل، مرشد کامِل براء

اے بھولی بھالی اُمتِ محمدی ﷺ مقامِ غور میں آ! نہ کہ مقام غیر میں جا۔ لا الہ الا اللہ یہ کلمۂ توحید اور وجودِ مطلق کا اقرار ہے۔ اور کفر کیا ہے؟ خدا کے وجود کا انکار۔ شرک کیا ہے؟ شرک اک سے زائد خداؤں کے وجود کا اقرار ہے۔ کلمۂ لا الہ الا اللہ میں اور کفر و شرک میں تضادِ حقیقی ہے۔ پس کلمۂ طیب لا الــہ الا اللّٰہ۔ تضادِ حقیقی کا مجموعہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ اجتماعِ ضدین بالاتفاق محال ہے۔ اگر کلمۂ طیب ایک مسلّم امر ہے تو تسلیم کیوں نہیں کرتے کہ یہ وہ کلمۂ طیب نہیں جو شعر اول میں مذکورہ ہے بلکہ یہ کلمہ سے مراد کچھ اور ہی ہے۔

آیئے اُسی کلمہ کا تجزیہ کرتے ہیں جو شعر اول میں مذکورہ ہے یعنی وہ کلمہ کیا ہے؟ جس کی طرف شاعر کا اشارہ ہے؟ وہ کلمہ خود تیری ذات ہے۔ کیونکہ حضراتِ صوفیانِ اکرام علیہم الرحمہ والرضوان کی اصطلاح میں تمام مخلوقاتِ الٰہیہ کو کلمات اللہ کہتے ہیں۔ جس طرح نفس انسانی سے کلماتِ انسانی کا ظہور ہے اسی طرح تمام مخلوقات کلمات الٰہیہ کے مظاہر ہیں۔ اور جس طرح تمام مخلوقات میں انسان اشرف المخلوقات ہے اسی طرح تمام کلمات الٰہیہ میں ذاتِ انسانی ایک انتہائی شریف ترین کلمہ ہے۔

اگر ذاتِ انسانی کلمۂ الٰہیہ نہ ہوتی تو اللہ عزوجل نے حضرت عیسٰی السلام کو ''کلمۃ'' کے لقب سے کیوں یاد فرماتا؟ جیسا کہ انسان کو کلمہ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ: '' اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ '' (آل عمران ۳:۴۵، پارہ ۳) جب فرشتوں نے خوشخبری دیتے ہوئے کہا اے مریم (رضی اللہ عنہا) بیشک اللہ آپ کو ایک ایسی ذات کی بشارت دیتا ہے۔ جن کا نامِ نامی حضرت عیسٰی مسیح علیہ السلام ہے جو دنیا اور آخرت میں باعزت و بارعب ہوں گے اور اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے۔۔۔ اور دوسری جگہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے جس میں کلمہ سے مراد ذاتِ انسانی ہے۔ ''اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ (آلِ عمران ۳:۳۹، پارہ ۳)

اس لئے شعر میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ۔۔۔ اے ذاتِ انسانی تو ایک شریف ترین کلمہ ہے۔ درکلمہ سے مراد تیرے وجود میں کفروشرک کا رہنا تیری شایان شان نہیں کیونکہ تیرا ظہور نفس رحمانی ہے۔ یہ دو کفر اور چار شرک جن کا تو

اُلجھیر اکھڑا کر رکھا ہے یہ آئے کہاں سے ہیں؟ کیا تو یہ مانتا ہے؟ کہ یہ مغلظات۔ اللہ جل شانہٗ نے تیری ذات میں پیدا کر کے تجھے بھیجا ہے کہ جس کو دور کر کے کلمہ پڑھنا تجھ پر فرض قرار دیا گیا ہے؟ اگر نہیں تو تجھے ماننا پڑے گا کہ تو خود ایک شریف ترین کلمۂ خدا ہے اور تھا۔ اور تا حیات رہے گا تو ویسا ہی رہ جیسا تجھے اللہ نے پیدا فرمایا ہے اور کفروشرک سے قطعاً نفرت و اجتناب کرتا کہ اللہ جل وشانہٗ کے حسبِ منشاء تیرا انجام بخیر ہو اور خبردار! یہ جو کفروشرک تیرے باہر ہیں وہ تیرے اندر نہیں آنے پائے اور اگر آچکے ہیں تو فوراً باہر نکال کر پھینک دے اور تائب ہو جا۔

تخلیقِ ذاتِ انسانی کا راز

اے طالب عزیز کیا تو جانتا ہے کہ انسان کون ہے؟ ذات انسانی کیا ہے؟ ذاتِ انسانی کیوں، کب اور کہاں پیدا ہوئی؟ آ کہ تجھ پر پڑھے ہوئے ان گہرے اسرار کے پردے اٹھادوں کہ تا کہ تو انسان بن کر مرتبۂ انسانی پر فائز ہو جائے۔ جیسا کہ ارشادِ مبارکہ ہے ''الانسان سری وانا سرہ '' یعنی انسان میرا راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں۔ کیا تو جانتا ہے انسان کیا ہے؟ انسان اللہ کا ایک راز ہے اور ذاتِ انسانی بھی رازوں کا راز ہے۔ یہاں انسان سے مراد انسانِ کامل محسن انسانیت نبی کریم رؤف الرحیم احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کو موجوداتِ کُل کی تخلیق سے پہلے مرتبہ انسانی کے اعلیٰ ترین عہدہ پر آپ کو فائز کیا گیا۔ تا کہ آپ جس کو پسند فرمائیں اس کو یہ درجہ عطا کیا جائے۔ اسلئے سید المرسلین آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اول ما خلق اللہ نوری و کل خلائق من نوری '' یعنی سب سے اول میرے نور کو پیدا کیا گیا اور میرے نور سے تمام

مخلوقات کو پیدا کیا گیا۔

پس معلوم ہوا کہ نور محمدی ﷺ سے ذاتِ انسانی کی تخلیق فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا جوذاتِ انسانی کی اصل تک نہیں پہنچتا وہ مرتبہ انسانی سے بچھڑ جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''کل شیءٍ یرجع الی اصلہ'' یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

اے گمراہ نادان جاہل وکاہل پیر! کاش کہ تو اپنی اصل کا خیال کرتا۔ جانتا بھی ہے یہ ذاتِ انسانی کیا ہے؟ کاش کہ تو جانتا پہچانتا تو اس قسم کے گمراہ کن افواہوں سے گریز کر کے اپنی پیری مریدی کی دکان بند کر دیتا اور شریعتِ مطہرہ کا لبادہ اوڑھ لیتا۔

حدیث قدسی: ''من عرف نفسه فقد عرف ربه'' اسی طرح اشارہ ہے۔ یعنی جو اپنی ذات کو نہیں پہچانتا وہ اپنے رب کو نہیں پہچان سکتا! (مرشد کامل) جس کا شعر اول میں تذکرہ ہے کہ جس سے تعلیم و تلقین حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے وہ صرف مرشد نہیں مرشدِ کامل بھی ہو۔ اب آ! مرشدِ کامل کسے کہتے ہیں جائزہ لیں۔

مرشد کامل

مرشد کامل اُسے کہتے ہیں جس کا ظاہر مکمل شریعتِ مطہرہ کے حوالے رہے اور باطن معرفت ''الا اللہ'' میں غرق رہے۔ جس کے قول اور فعل میں ہرگز تضاد نہ آنے پائے اور ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾'' (الصف ۶۱:۲) یعنی وہ بات کیوں کہتے ہیں جس پر تم خود عمل نہیں کرتے کا حکم خداوندی ہر قدم پر پیشِ نظر رہے اور اگر کہتا

کچھ کرتا کچھ ہے یعنی اوروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود پر نیک حکم کی قید نہیں لگاتا اوروں کو ہدایت کا درس دیتا ہے اور خود کو بھول جاتا ہے اوروں کو حلال وحرام کی تمیز کا سبق پڑھاتا ہے مگر خود کو اس قید سے آزاد رکھتا ہے۔ مرشد کامل اُسے کہتے ہیں جو عالم بھی ہو اور عامل بھی ہو۔

عالم کسے کہتے ہیں؟

عالم اُسے کہتے ہیں جو نبی غیب دان علیم وعلام ﷺ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق اتنا علم ضرور حاصل کرلے جو کلمۂ طیبہ **لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ** کے مکمل تقاضوں کو پورا کر سکے۔ کلمہ طیبہ کے تقاضوں کو پورا کرنے والے علوم کے اقسام کتنے ہیں۔ اُس کو پہچانیں۔

کلمۂ طیب کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ایک ہی علم ہے مگر اس کے اقسام دو ہیں۔ (۱) اقرار باللسان (۲) تصدیق بالقلب یعنی علم اللسان اور علم القلب۔ علم اللسان یعنی زبانی علم ہے جو عام ہے جس کو علم ظاہر کہتے ہیں۔ اور علم القلب جو خاص ہے جس کو علم باطن کہتے ہیں۔ علم القلب یا علمِ باطن اللہ کا ایک ایسا راز ہے جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ حکمت والا علم ہے اور یہ ہر کسی پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**لاتکلموا کلام الحکمة عندالجاھل**'' یعنی حکمت والا کلام جاہل کے سامنے بیان نہ کرو۔ کیونکہ جاہل قسم کے پیر یا مُرید اصل معنی سے ہٹ کر اقوال یا کلام کے سہارے من گھڑت افسانوں کا نام کہیں علم معرفت نہ رکھ لیں۔ جیسے کے کلمۂ طیب میں پوشیدہ حکمت سے ناآشنا جاہلوں نے کلمۂ طیب کے وجود ہی میں کفر وشرک

موجود ہونا کا دعویٰ کرڈالا۔ **معاذ اللّٰہ!**

مُرشد کامل وہ ہے جو اپنے مُرید کو کلمۂ طیب کے اسرار و رموز سے واقف کرا کر کلمۂ طیب کے تمام تقاضات کو پورا کرنے کا تعلیم دیتا ہے۔ جب طالب اللہ کلمۂ طیبہ کے تقاضات پر عمل کرنے کا مکمل عہد کر لیتا ہے یا اس عمل میں سر کی بازی لگانے کو تیار ہو جاتا ہے تو مُرشد کامل اس مرید کو ''نکتۂ من عرف نفسہٗ'' سے اس کی اصل ذات جو خود ایک کلمۃ اللہ ہے اُس سے آشنائی کراتا ہے تاکہ سالک کے ظاہر و باطن میں مکمل عبادت و ذکر کا نور جاری ہو جائے۔

اے طالب صادق تجھے یاد رکھنا چاہئے کہ تو جب تک اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تب تک اپنے رب کو نہیں پہچان سکتا کاش کہ تو اس فقیر کے در پر آتا اور میں تجھے تیری ذات کی پہچان و شناخت عطا کر دیتا اور تو اپنے آپ کو پالیتا۔ کاش اگر تو اپنے آپ کو پالیا ہوتا تو یقیناً اپنے رب کو پالیا ہوتا۔ کیونکہ حدیث قُدسی ہے ''**خلق اللّٰہ ادم علی صورتہ**'' بیشک اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ (نعوذ باللہ اس امر کے یہ معنی نہیں کہ اللہ جل شانہٗ صورت و شکل رکھتا ہے بلکہ وہ ہر صورت وقید سے مبراء ہے)۔ یہاں صورت سے مراد قدرتِ کاملہ کی صورت ہے۔ یعنی قدرتِ کاملہ کا اظہار سبع صفات کے ذریعے ہوا ہے۔ اور یہی وہ سبع صفات ہیں جس کا ایک مخصوص حصہ جس قدر اللہ نے چاہا حضرتِ انسان میں بھی ودیعت فرما دیا۔ تاکہ ان اختیارات کا استعمال انسان صرف اور صرف اللہ جل شانہٗ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے۔

لہٰذا اے سالکِ راہ خدا خوب غور و فکر کر اور اپنے اختیارات کو پہچان کہ

اس میں فاعلِ حقیقی کون ہے؟ اور تجھ سے کیا چاہتا ہے؟ جس کو اختیارات دیئے گئے وہ تجھ کو نہیں تیری ذات کو دیئے گئے ہیں۔ اور تیری ذات ہی کو اس لئے دیئے گئے ہیں کہ تیری ذات اللہ عزوجل کا ایک راز ہے جسے تو نہیں پہچانتا یہی تیری ناکامی کا سبب ہے۔ اس لئے ارشادِ گرامی ہے کہ اپنی ذات کو پہچان تاکہ تو اپنے رب کو پہچان سکے۔ کیونکہ تیری ذات کی تخلیق ہی صورتِ قدرتِ کاملہ کی صورت پر کی گئی ہے۔ اس راز کا جاننے والا، حضرت آدم علیہ السلام کی طرح صفی اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کلیم اللہ، حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفۃ اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل اللہ، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح ذبیح اللہ، حضرت نوح علیہ السلام کی طرح نجی اللہ، حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح روح اللہ ہو جاتا ہے پھر جس میں رومی کی عطا، رازی کی ادا، جامی کی صدا، غزالی کی فضاء جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ عارفین کاملین و واصلین اور محبوبانِ بارگاہِ الٰہی کا آئینہ دار بن جاتا ہے۔ اور تیری ذات کو برتری اس لئے عطا کی گئی ہے کہ اسی ذات نے روزِ الست اللہ سے وعدہ کیا تھا۔ یہی وہ وعدہ ہے جس کو تو بھول گیا ہے۔ جس کو صرف اور کلمۂ طیب یاد دلاتا ہے۔ کلمۂ طیب کے اقرار و تصدیق سے سخن کُن یاد آتا ہے اور سُخن کُن سے وعدۂ الست یاد آتا ہے۔ اُسی آوازِ الست میں مست حضراتِ طالبین و سالکین اِلی اللہ کے لئے عارف باللہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شعر

وانکہ در جوع در طعام اللہ خورد
کے زنان و شوربا حسرت بَرد

''جو شخص بھوک میں خدا کا کھانا کھایا وہ روٹی اور شوربے کی تمنا کب کرتا ہے''۔

زانکہ جاں شاں را دیدہ بود
ایں خویشہا پیش شاں بازی نمود

''کیونکہ ان کی جان نے اُس خوشی کو دیکھا ہے، یہ خوشیاں ان کے لئے کھیل نظر آتی ہیں''۔

بابُتِ زندہ کسے چوں گشت یار
مردہ راچوں درکشد اندر کنار

''جو شخص زندہ معشوق کا دوست ہوگیا ہو۔ وہ مردے سے بغل گیر کب ہوگا۔''

مطلب یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جن سالکین کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ودیدار کے انوار وتجلیات بہ توفیقہ ہاتھ آجائے تو یہ اُن کے لئے تمام خوشیوں سے بلند تر وبالاتر ہے اور کسی دوسری مخلوق یا دنیا والوں کی خوشی اُن کے دل کو نہیں بھاتی وہ دنیا و مافیہا کو ہیچ سمجھ کر بنظرِ حقارت دیکھتے ہیں چونکہ اُن پاکیزہ ہستیوں کو حقیقی عشق اور سچی الفت ومحبت اُس ربّ کائنات سے ہوئی جس کی ملکیت میں یہ تمام اشیاء ہیں۔اس لئے اُس کا عاشق اور سچا عارف دنیا کے مال ودولت جاہ وحشمت اور اس کی رنگینیوں کی طرف کوری نگاہ سے بھی نہیں دیکھتا۔اور فرمانِ رسول کے مطابق **من له المولیٰ فله الکل** ۔ترجمہ:''جس کا مولیٰ ہوگیا سب کچھ اُسی کا ہے اور ایک روایت میں ہے: **من کان لله کان الله له** جو شخص اللہ کا ہوگیا اللہ اُس کا ہوجاتا ہے۔وہ حضرات اسی کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔

اسی لئے اللہ جل وجلالہ نے فرمایا: '' وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ '' (البقرہ ۲:۴۰، پارہ ۱)

''تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور تم مجھ ہی سے ڈرو''

میری طرف ایک بالشت آؤ! میں دس بالشت تمہاری طرف آؤں گا،تم میری طرف چل کر آؤ میں دوڑ کر تمہاری طرف آؤں گا۔اسی راز کو حضرت پیرانِ پیر روشن ضمیر میراں محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہترین طالب اللہ ہے اور بہترین مطلوب انسان ہے۔

فصل پنجم

تخلیق کفر وشرک

اے طالب صادق جاننا چاہئے کہ شعر اول میں جو کفر وشرک کا بیان آیا ہے ان کی تخلیق کب؟ کس طرح؟ اور کیا سبب ہوئی؟ آ۔۔۔ کہ میں ان اہم اسرار پر سے پردہ ہٹائے دیتا ہوں کہ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتِ مسلمہ جاہل، نقلی، بازاری پیروں کے فریب میں پھنس کر گمراہ نہ ہونے پائے اور اگر پھنسے ہوں تو ان کے چنگل سے نکل کر فوراً توبہ کر کے شریعت مطہرہ کی طرف رجوع کرے۔

اللہ جل شانہٗ نے جب قہر وغضب کا اظہار کرنا چاہا تو اللہ کے قہر وغضب سے آگ پیدا ہوئی اور آگ سے ابلیس ونفس پیدا ہوئے اور اللہ جل شانہٗ نے دیکھا کہ بادشاہ اور وزیر تو پیدا ہو چکے ہیں اور ان کا ملک رہ گیا تو ملعون دُنیا کو پیدا کر کے آگ کے حوالے کر دیا۔ یہ وہ دُنیا ہے جس کے تعلق سے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الدنیا ملعونة بما فیها ''یعنی دنیا اور دُنیا کا جو کچھ ہے وہ سب کا سب ملعون ہے۔ اور اسی دُنیا کے تعلق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیز ارشاد فرمایا ''الدنیا جیفة و طالبها کلاب ''یعنی دنیا مردار ہے اور دُنیا کا چاہنے والا کُتا ہے اور پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے ''طالب الدنیا مؤنث وطالب العقبیٰ مخنث وطالب المولیٰ مذکر ''دُنیا کا طلب

کرنے والا عورت ہے۔ آخرت کا طلب کرنے والا نامرد ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا طلب کرنے والا حقیقی مرد ہے۔ بہر کیف ابلیس ونفس کو یہ دُنیا بے انتہا پسند آئی اور ابلیس ونفس کا مقصود بن گئی۔

جب دُنیا کو ابلیس اور نفس نے چاہت کی نظر سے دیکھا تو اللہ جل شانہ نے مذکورہ دونوں مخلوقات کو ایک حدِ متعینہ میں کچھ اختیار دیا۔ تو ابلیس نے اپنے اختیار کا استعمال اللہ جل شانہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا۔ کہ وہ عابد وزاہد ثابت ہوا اور اللہ جل شانہ کی عبادات میں فرشتوں سے بھی آگے نکل گیا۔ عبادات و ریاضات کا ثمرہ ابلیس کو پہلے آسمان سے پانچویں چھٹے آسمان تک پہنچا دیا۔ اور ابلیس ہر ترقی یافتہ مقام میں فرشتوں کا اُستاد کہلایا جانے لگا۔ عبادات اور ترقی کی منازل کا اُلٹا ہی اثر ہوا کہ ابلیس جو تسلیم ورضا کا پیکر تھا۔ غرور وکبر، حرص وحسد کا پُتلا بن گیا۔

آخر کار وہ دن آیا کہ جس دن ابلیس کے غرور، حرص وحسد کا بھانڈا پھوٹا یعنی اللہ جل شانہٗ نے اپنے دستِ قدرت سے حضرت علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جسدِ آدم میں پوشیدہ فرمایا اور ایک مجلس خاص کا اہتمام کیا۔ جس میں عالم بالا کے تمام فرشتے موجود تھے کہ اللہ جل شانہ نے ابلیس اور تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرتِ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ جیسا کہ ارشادِ ربی ہے: ''وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۴ '' (البقرہ ۲: ۳۴، پارہ ۱) فرشتے جو تسلیم ورضا کے لئے خاص تھے اس نوری مخلوق نے فوراً سجدہ ریز ہو کر اللہ جل شانہ کے حکم کی تعمیل کی۔ مگر ابلیس تھا کہ حکمِ خداوندی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور خدا کے اس فرمان پر عمل کرنے سے

انکار کر کے بڑی جُرأت سے کہا: ''قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾'' (ص ۳۸:۷۶-۷۷، پارہ ۲۳) یعنی میں اُس سے بہتر ہوں کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور آدم خاک سے۔ لہٰذا میرا موازنہ آدم سے نہیں ہوسکتا۔ تو رب ذوالجلال نے ابلیس کی صورت مسخ کردی اور تمام مراتب سے معزول کر کے! لعنت کا طوق گلے میں ڈالنے کے بعد مردود قرار دیکر زمین پر پھینک دیا اور ملعون دُنیا کو مردود ابلیس کے حوالے کردیا۔ اور دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾'' (بنی اسرائیل ۱۷:۶۱، پارہ ۱۵) شیطان کے سجدے سے مُکر جانے کے بعد رب تعالیٰ کے دریافت کرنے پر شیطان نے جواب دیا کہ کیا میں اس جسدِ خاکی کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ الغرض حیلے بہانے سے مردود شیطان حکمِ الٰہی سے مکر گیا اور راندۂ بارگاہِ الٰہی ہوا۔ اسی لئے طالب اللہ وسالک الی اللہ کے لئے ازحد ضروری ہے کہ وہ اس راہ میں شدید رکاوٹ ڈالنے والے دُشمنوں کو پہچانے تاکہ ان کے مکروفریب سے بچ سکے ورنہ یہ اپنے اندر موجود زہریلی خوراک اور سمِ قاتل حلوے کی شکل بنا کر پیش کریں گے۔ جس سے سالک فریب خوردہ ہو کر اعلیٰ علیین سے اسفل السافلین پر آجائے گا۔ ان دُشمنانِ خدا اور سالک الی اللہ کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا دُشمن

عام مردہ دل خلقت ہے کے جن کی نگاہوں میں عزیز مکرم ہونے کی تمنّا میں خدا کا دوست بنا ہے اور اس کے ذکر میں شامل وشاغل ہے۔ جیسا کہ قرآن

پاک میں ہے۔ ''من شر ما خلق'' اے اللہ ہر مخلوق کے شر سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔

دوسرا دشمن

یہی شیطان رجیم ہے جو ہمیشہ انسان کو بہکانے کی تدبیریں کرتے رہتا ہے بڑا شاطر و چالاک ہے مرض کے مطابق مریض کا علاج کرتا ہے عالم کو اس کے علم سے عابد کو اس کی عبادت سے زاہد کو اس کے زہد سے ساجد کو اس کے سجدے سے عامل کو اس کے عمل سے اور عام جاہل کو اس کے جہل سے ہی مارتا ہے جس کے پاس جو اثاثہ ہے وہی اثاثہ اس کے لئے استعمال کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾'' (یٰسین ۳۶:۶۰، پارہ ۲۳) اے اولادِ آدم تم شیطان کی عبادت واطاعت نہ کرو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے جو رب تعالیٰ سے عہد لے کر آیا ہے کہ میں تیری مخلوق کو تجھ تک پہونچنے نہ دوں گا اور اُنہیں گمراہ کردوں گا۔

تیسرا دشمن

انسان کے وجود میں نفس ہے جو کہ وہ بادشاہ اور شیطان اُس کا وزیر جوان دونوں کو اپنائے اُن سے بچنے کی تدبیر نہ کرے وہ ضرور گمراہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ'' (یوسف ۱۲:۵۳، پارہ ۱۳) نفس امّارہ ہمیشہ بری باتوں کا حکم دیتا اور اُسی کی طرف کھینچتا ہے دشمنان سالک میں یہ شدید ترین دُشمن ہے جو اچھے اچھوں کو چٹکی میں بہکا دیتا ہے اللہ ربّ العزت نے نفس کو ہمارے

لئے سواری بنایا اور ہمیں اس کا سوار جب اُس کو قابو میں رکھو گے تو وہ تمہارا تابع بنکر تمہاری اطاعت کرے گا ورنہ وہ تم پر اپنا حکم جاری کرے گا جس سے تم خسر الدنیا و الاٰخرۃ ہو جاؤ گے۔ اسی لئے سلطان العارفین سراج السالکین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مفتاح العارفین میں تصنیف فرماتے ہیں۔

شعر

تُرا بانفس کا فکر کیش کارے ست
بدام آور کہ ایں طرفہ شکارے ست

''تجھ کو کافر نفس کے ساتھ کیا سروکار ہے اُس کو قید کر دے کہ یہ بہترین شکار ہے''

اگر مارِ سیاہ در آستین است
بہ از نفسے کہ باتو ہم نشیں است

''اگر کالا سانپ تیری آستین میں ہے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ نفس تیرا ہم نشین رہے''۔

نفس خود را بر خد مگرداں چیرتو
زود اور ابا گیراز شیرتو

''تو اپنے نفس کو ہرگز غالب نہ کر جلد اُس سے تو اپنا دُودھ (خوراک) چھڑا لے''

چوتھا دشمن

یہ ملعون دنیا اور اُس کے ساز و سامان جس کے حصول میں انسان اندھ بہرہ اور مجنوں بن جاتا ہے کہ اُس کو حلال وحرام میں تمیز نجس وطاہر میں امتیاز کھرے کھوٹے میں فرق کرنے کا مادّہ نہیں رہتا۔ اسلئے جتنا اُس کو وقت ضرورت استعمال

کرنا ہے بس اُسی حد تک محدود رکھے۔ اس بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ فرماتے ہیں: **ترک الدنیا رائس کل عبادۃ** ترک دُنیا ہر عبادت کی اصل ہے **وحب الدنیا رائس کل خطیئۃ** دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور نیز فرماتے ہیں: **الدنیا ملعونۃ بما فیھا** دنیا اور اس کی تمام اشیاء ملعون ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ''
''اے نبیٔ پاک آپ ارشاد فرمائیے کہ دنیا کے ساز و سامان بہت قلیل ہیں''۔

اے طالبِ خدا! ذرا شیطان کی اُس ناپاک حرکت میں بھی کتنے درس و عبرت اور اہم راز پوشیدہ ہیں۔ آ۔۔ کہ جائزہ لیں!

(۱) ابلیس کا آگ سے پیدا ہونا۔ اور آگ کی مزاج میں غرور کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔
(۲) دُنیا کو جب ابلیس کے حوالے کیا گیا۔ تو دُنیا ابلیس کا مطلوب و مقصود بن گئی۔
(۳) عبادات سے حاصل شدہ مقامات ہی تکبر و غرور کا سبب بنے۔
(۴) ابلیس کا کمالِ علم سے اُستاذ الملائکہ کہلانا، اور بس یہی کمالِ علم ہی اس کی رسوائی کا سبب بنا۔
(۵) حکم احکم الحاکمین کی نافرمانی کرنا ہی۔ و کان من الکافرین کے زمرے میں چلا جانے کا سبب بنا۔
(۶) ابلیس کو ذلیل و رسوا کر کے طوقِ لعنت گلے میں ڈال کر مردودِ بارگاہ خداوندی قرار دیکر زمین پر پھینکا جانا ہی۔ خدا سے جدائی کا سبب بنا۔

اے طالب صادق ذرا غور کر مذکورہ نکات پر! کہ ان نکات سے کیا درس

ملتا ہے۔آ ہم خود ان نکات کا مختصر دوبارہ جائزہ لیتے ہیں۔

(۱) ابلیس کا آتشی ہونا اور آگ کے مزاج میں غرور کا ہونا کیا ہے؟ یعنی ابلیس کی تخلیق ہی اللہ جل شانہ کے قہر وغضب سے ہوئی۔لہٰذا ابلیس کی فطرتِ ثانیہ میں غرور کا عنصر پیدا ہوا۔

(۲) یہی وہ غرور تھا جس سے حرص پیدا ہوئی۔اور ابلیس نے خالق و مالک کُل کی ملکیت کو حرص اور پسند کی نظر سے دیکھا۔

(۳) یہی وہ حرص تھی کہ ابلیس نے مراتب وبلند مقامات کی تمنا میں عبادات وریاضات میں ترقی کرتا چلا گیا! یہ نکتہ قابل غور ہے کہ ابلیس کو ابلیس کے علم ہی نے مارا! وہ یہ بھول گیا کہ مراتب ومقامات محض توفیقِ خداوندی سے حاصل ہوتے ہیں۔نہ کہ محنت وعبادات سے۔وہ یہ بھول گیا کہ عبادات اس پر واجب تھی اور مراتب ومقامات صرف عطائے خداوندی تھے۔اللہ جل شانہ کی قدرتِ کاملہ، حکمت بالغہ تو ملاحظہ فرمائے کہ ابلیس جیسے جید عالم اور مغرور ساجد کو حکم سجدہ سے ہی مار ڈالا۔

(۴) ابلیس کی فطرت میں حرص کیا آئی کہ تکبر پیدا ہوگیا۔اور احکم الحاکمین کے حکم کی تعمیل سے انکار کر بیٹھا۔

اے طالبِ خدا! لمحۂ غور وفکر ہے کہ ابلیس نے حکم خدا پر عمل کرنے سے انکار کیا۔یہی وہ حکم خدا کا انکار تھا کہ اسی فعل انکار سے اللہ حکیم وعلیم نے کفر کی تخلیق فرمائی۔**اور توجہ چاہیے کہ ابلیس نے حکم خدا کا انکار کیا تو ابلیس کو خدا کی خدائی میں پہلا کافر قرار دیدیا گیا۔**اور غور کیجئے کہ ابلیس نے حکمِ خدا کا انکار کیا تھا نہ کہ وجود خدا کا۔جب حکم کے انکار کی سزا کفر ہے تو وجودِ مطلق کے انکار کی سزا کیا

ہوگی؟ خیر تو ثابت ہوگیا کہ مخلوقات میں سب سے پہلا کافر ابلیس ہے۔

کفرِ ابلیس کا تجزیہ

حکم کا انکار حاکم کا انکار ہے اور حاکم اللہ عزوجل ہے۔اور اللہ عزوجل کا انکار دعویٰ الوہیت ہے اور دعویٰ الوہیت شرک ہے اور یہی وہ شرک ہے جو ابلیس کے کفر میں پوشیدہ تھا۔جسے صوفیانِ کرام اور محقق علمائے دین نے شرکِ خفی کہا ہے۔(یعنی چھپا ہوا شرک) پس معلوم ہوا کہ خدا کی خدائی میں ابلیس ظاہراً کافر اور باطناً مشرک تھا۔اور اللہ جل شانہ نے ابلیس کے باطنی اور باغی جذبے کو شرکِ خفی کی صورت میں تخلیق فرمائی۔

شرک کی تخلیق کا ایک اہم راز

اللہ جل شانہٗ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ نفس کو بارگاہِ جل جلالہ میں حاضر کیا جائے۔تو فوراً فرشتوں نے خدا کی بارگاہ میں نفس کو حاضر کردیا۔تو اللہ ربِ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: کہ اے نفس! بتا۔۔۔تو کون ہے؟ اور میں کون ہوں؟ تو نفس!۔۔۔فوراً جواب دیا ’’انا نفس انت رب ‘‘یعنی کہا کہ میں نفس ہوں۔تو رب ہے۔غیرتِ خداوندی نے لفظ انــــا کو اپنا غیر کے لئے پسند نہیں فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ لے جاؤ! اور اس کو ستر ہزار سال آگ میں جلاؤ! حکم کی تعمیل میں فرشتوں نے نفس کو ستر ہزار سال تک آگ میں جلایا۔تو پھر نفس کو حاضرِ بارگاہِ خداوندی کیا گیا۔ پھر سوال ہوا۔۔۔اے نفس! بتا۔۔۔تو کون ہے؟ اور میں کون ہو؟ تو نفس!۔۔۔نے فوراً جواب دیا ’’انا نفس انت رب ‘‘

یعنی کہا کہ میں نفس ہوں۔۔۔تو رب ہے۔اس جواب کوسن کر رب ذوالجلال نے نفس کے قول سے شرکِ جلی کو پیدا فرمایا۔ اور پھر فرمایا! لے جاؤ۔۔۔۔ اس مشرک نفس امارہ کو ستر ہزار سال تک بھوکا رکھو!۔۔۔۔لہٰذا فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی اور نفس کو بھوکا رکھا۔ جب ستر ہزار سال کی معیاد ختم ہوئی تو اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: اے فرشتو! نفس کو ہماری بارگاہ میں حاضر کیا جائے۔ جب فرشتوں نے نفس کو ربِّ ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش کیا۔۔۔۔تو نفس کی حالت انتہائی خستہ تھی، نفس انتہائی نحیف ولاغر ہو چکا تھا کہ ارشادِ خداوندی ہوا۔۔۔بتا۔۔۔اۓ نفس میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ تو نحیف وناتواں، عاجز ولاچار نفس نے کہا! اۓ جل شانہٗ میں ایک عاجز۔۔۔ ولاچار۔۔۔ تیری مخلوق ہوں۔۔۔تو میرا خالق ہے۔ میں تیرا۔۔۔عاجز بندہ ہوں۔۔۔تو میرا آقا ومولیٰ ہے۔

صوم یعنی روزے کی تخلیق کا راز

اۓ طالب صادق جاننا چاہیے کہ نفس کو زیر کرنے کے لئے اللہ جل شانہٗ نے روزوں کی تخلیق فرمائی تاکہ اس کے بندے اس سرکش نفس کی سرکشی اور دھوکے سے آزاد رہیں اور نفس کی پرستش کے شرکِ جلی سے محفوظ رہیں۔

اۓ عزیز۔۔۔اس تقریر سے یہ تو ثابت ہو چکا کہ ابلیس نے جو حکم خدا کا انکار کیا۔ اُسی جذبۂ انکار کی تخلیق کفر کے نام سے ہوئی۔ اور کفر میں جو پوشیدہ جذبہ کارفرما تھا۔ اس جذبہ کی تخلیق سرکِ خفی کی صورت میں ہوئی۔ اس لئے ارشادِ کریمہ ہے: ’’یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۶۰﴾ ‘‘ (یٰسین ۳۶:۶۰، پارہ ۲۳) اے اولادِ آدم شیطان کی پرستش نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دُشمن

ہے! یعنی وہ تمہیں کہیں کفروشرک کے عذاب میں مبتلا نہ کردے۔ اسی لئے نفسِ امارہ کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ **قتل الموذی قبل الایذی** ‘‘ یعنی موذی کو قتل کرو! ایذا دینے سے پہلے۔ اسی نفسِ امارہ کی طرف اشارہ ہے۔

کل حاصلِ بحث

اے طالبین خدا اے سالکین سلوک الی اللہ میں نے پچھلی فصلوں یا ابواب میں جو اختصار کے ساتھ گفتگو کی ہے آیئے دیکھیں کہ ماحصل کیا ہے؟ فقط اک ذات جسے ذاتِ ھویت یا ذاتِ بحث کہتے ہیں وہ حدیث مبارکہ کے مطابق ’’الان کما کان ‘‘یعنی وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے کہ شانِ صمدیت مکان ولامکان کی قید سے آزاد ومبراء ہے کہ جو اوّل جیسا تھا آج بھی ویسا ہی اور آخر بھی ویسا ہی رہے گا! یاد رہے اس راز کو مرشد کامل سے سمجھنا چاہیے۔

جب ذاتِ ھویت نے ارادہ فرمایا تو اپنی ذات کے نور سے نورِ ذاتِ محمدی ﷺ کی تخلیق فرمائی اور اسمِ اللہ کے نور سے اسمِ محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا یہی وہ رازِ عمیق ہے کہ اسم اللہ اور اسم محمدی ﷺ کے اظہار کے لئے کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا! کلمۂ طیب کی تخلیق سے پہلے نہ ارض وسماوات کا وجود تھا نہ مخلوقات کا۔ کلمۂ طیب کی تخلیق سے پہلے نہ فرشتوں کا وجود تھا، نہ ملائکہ کا، نہ جبرئیل کا، نہ میکائیل کا، نہ اسرافیل کا، نہ عزرائیل کا، نہ ابلیس کا، نہ نفس کا، نہ کفر کا نہ شرک کا، نہ اسلام کا، نہ ایمان کا، نہ آدم وحوا کا یہاں تک تمام مخلوقات کلمہ طیب کی تخلیق مبارکہ کے بعد پیدا ہوئی ہیں اور اس کے ہی اسرار انوار سے پیدا ہوئی ہیں۔ اے طالبان خدا کیا تم جانتے ہو کہ کلمۂ طیب ہر چیز کو گھیرے

ہوئے ہے اور کوئی چیز کلمۂ طیب کو گھیر نہیں سکتی۔

یہی وہ کلمہ طیب ہے جو آدم علیہ السلام کی تخلیق کا راز ہے! یہی وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے جس کے نور سے اسلام کو پیدا کیا گیا! یہی وہ کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے جس کے عشق و نور سے ایمان کی تخلیق کی گئی! یہی وہ کلمہ طیب ہے جس کا اقرار عین اسلام و ایمان ہے اور یہی وہ کلمہ طیب ہے جس کا انکار کفر و شرک ہے۔

اے طالب صادق بننا چاہیے کہ ذاتِ انسانی کیا ہے؟۔۔۔جس کے تعلق سے پچھلی فصل میں مَیں نے بحث کی ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ تیری اپنی ذات ہی وہ کلمۂ خدا ہے کہ جس کو تیری ذات کی تخلیق کے بعد تخلیق پانے والے کفر و شرک یعنی ابلیس و نفس تجھے گھیر سکتے ہیں! اسی لئے اللہ عالم الغیب جل وشانہٗ نے تیری روحِ ذات سے "قالوا بلی" کا وعدہ لیا (اس راز کو مُرشد کامل سے سمجھنا چاہیے) اور خود وعدہ فرمایا کہ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا" یہ راز کیا ہے؟ اے طالب صادق اگر مرشد کامل رکھتا ہے تو فوراً اس راز سے عبرت حاصل کر ورنہ اس راستے میں گمراہ ہو کر شریعت سے بھی نکل جائیے گا۔

خیر کیا تو جانتا ہے؟ حکم "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ط" (الاعراف ۷:۱۷۲) کے جواب میں تو نے "بلا" کہا تھا (یعنی بے شک تو میرا رب ہے) دراصل اسی قولِ بلیٰ میں تیرا وعدہ اور اقرار لا الہ الا اللہ موجود ہے جس کی یاد دہانی کلمۂ طیب کے دوسرے جملۂ محمد رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہوتی ہے۔

اے طالب خدا! "لا الہ الا اللہ" کی معرفت کا نور ہی تیرے مردہ دل کو زندہ کرتا ہے اور یہی معرفت کا نور ہے جس سے تیرا قلب عرش کی مصداق ہوتا ہے،

ارشادِ گرامی ہے "قلوب المؤمنین عرش اللہ تعالیٰ" اگر تو مومن ہے تیرا قلب اللہ کی جلوہ نمائی کا نشان بن جاتا ہے۔ یعنی قلب لا الہ الا اللہ کی معرفت کے نور سے جب زندہ ہو جاتا ہے تو مجلسِ محمد رسول اللہ ﷺ میں شرفِ باریابی حاصل کرنے کا پہلا زینہ بن جاتا ہے۔

اے طالب صادق! کلمۂ طیب ہی ہمارا رہبر و پیشوا ہے! کلمۂ طیب ہمیں لامکان سے مکان میں لایا ہے! کلمۂ طیب سے ہمارا عقد و عہد رہا ہے! کلمۂ طیب سے ہم پیدا ہوئے ہیں! کلمۂ طیب سے ہم زندہ ہیں! کلمۂ طیب سے ہم مریں گے! کلمۂ طیب سے ہی غسل دیا جائے گا۔ کلمۂ طیب سے ہمیں کفنایا جائیگا۔ اور کلمہ طیب کی لحد میں ہی ہمیں دفنا دیا جائے گا۔ کلمۂ طیب قبر کے فرشتوں کو مطمئن کرے گا۔ کلمہ طیب سے ہم حشر میں اُٹھیں گے۔ **العاقل تکفیه الاشارة۔**

اے عزیز حاصلِ بحث میں تو نے جان لیا کہ کفر و شرک تیری تخلیق کے بہت بعد کی پیداوار ہیں! اور تیری تخلیق بھی کلمۂ طیب کی تخلیق کے بہت بعد کی ہے۔ تو بخدا از روئے انصاف بتا۔۔۔۔کہ جب کفر و شرک کا وجود ہی نہیں تھا تو کلمۂ طیب میں یہ مغلظات کیسے گھس آئے؟

وہ کلمۂ طیب جس کا محافظ و نگراں خود اللہ جل شانہٗ ہے ایسے کلمۂ طیب میں تصرف کرنے کی کس کی مجال ہے۔ جب کہ کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں جو پوشیدہ نور ہے اُس کی ایک تجلّی "ربیّ ارنی انظر الیک" کے شوق کے باوجود موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم الشان پیغمبر خدا برداشت نہ کر سکے اور تین دن تک بے ہوش پڑے رہے طور جیسا پہاڑ جل کر سرمہ بن گیا۔ تو اب بتاؤ کہ کیا کفر و شرک جیسے مغلظات کلمۂ طیب میں گھسنے کی جسارت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اے طالب خدا وہ پیر ہی نہیں جس کا ظاہر و باطن ہم رنگ نہ ہو۔ وہ پیر ہی نہیں جس کے ظاہر و باطن میں تضاد و ٹکراؤ ہے۔ وہ مرشد ہی نہیں جو شریعت مطہرہ کے دائرے سے نکل چکا ہو۔ وہ مومن ہی نہیں جس کی گواہی شریعت مطہرہ نہ دیتی ہو۔ شریعت مطہرہ کے خلاف کسی بھی طرح کی جسارت الحاد و زندقہ ہے۔ لہٰذا فرمایا سرورِ کونین آقائے نامدار محمد مصطفےٰ ﷺ نے ''**کل باطن مخالف الظاهر فهو باطل**'' (ہر وہ باطن جو ظاہر کے خلاف ہے باطل ہے)

اس لئے اے طالبانِ خدا شریعتِ مطہرہ کی کسوٹی پر اگر کوئی پیر پورا نہ اترے تو اسے زندیق سمجھنا چاہئے۔ اور ایسے جاہل پیروں یا مرشدوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا حرام ہے۔

پس ثابت ہوا کہ جاہل نااہل بازاری پیر کس منہ سے کہتے ہیں کہ کلمۂ طیب میں دو کفر اور چار شرک ہیں کہ جس کو نکال کر پڑھے بغیر نہ کلمہ پاک ہو سکتا ہے نہ کلمہ پڑھنے والا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جو چیز بذات خود ناپاک ہے تو کسی اور کو کیا پاک کر سکتی ہے۔ مثلاً شراب ناپاک ہے۔ معاذ اللہ کیا شراب سے وضو یا غسل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں جس طرح شراب حرام و ناپاک ہے اس کا استعمال بھی حرام و ناپاک ہے۔ اِس طرح اگر کلمۂ طیب ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' معاذ اللہ! اگر خود ناپاک ہے تو پڑھنے والا بھی ناپاک ہو جاتا! اگر کلمۂ طیب ناپاک ہوتا تو اللہ عزوجل نے یہ کلمۂ طیب اپنے محبوب انبیاءِ مُرسلین حتی کہ محبوب خدا آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کیوں عطا فرماتا؟ اور ہمارے آقا و مولیٰ عاملِ کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کیوں کر ہوتے؟

اے جاہل پیر کذاب! کیا تو جانتا بھی ہے کہ کلمۂ طیب میں دو کفر اور چار

شرک کے ثابت کرنے کی جسارت کرنے سے پہلے یہ جو تو نے فتویٰ دیا ہے اُس کی زد کہاں کہاں پڑھتی ہے؟ اے پیر کذاب کیا تو جانتا ہے کہ اپنی ذات کے کلمۂ خدا کو تیری ذات کے باہر کے مقہور کفر و شرک سے محفوظ رکھنے کی بجائے کلمۂ طیب'' **لا الـه الا الـله محمد رسول الله** ﷺ'' کو ہی خبائث و مغلظات کا مجموعہ قرار دے دیا! ''**نعوذ بالله من فقر المكب** ''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا منہ کے بل گرانے والے فقر سے اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

اے پیرِ ناقص کیا تو جانتا ہے کہ کلمۂ طیب میں کفر و شرک کے ہونے کا فتویٰ تو نے سب سے پہلے اپنے آپ پر اور اپنے ماں باپ پر دیا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ اگر تیرے ماں باپ صرف کلمۂ طیب **لا الـه الا الله محمد رسول الله** پڑھ کر مسلمان رہے ہیں اور اگر یہ کلمۂ طیب تیرے فتوے کے مطابق معاذ اللہ مغلظات کا مجموعہ تھا تو تیرے ماں باپ ہی تیرے فتوے کی رو سے کافر و مشرک ٹھہرے اور کافر و مشرک کے ساتھ نکاح حرام ہے! اگر نکاح ہی حرام ہے تو اولاد بھی حرامی ہے کہ اِس بات کو قبول کرے یا نہ کرے کہ تو کلمۂ طیب کو معاذ اللہ خبائث کا مجموعہ ثابت کرنے کی جسارت میں اپنے آپ پر حرامی ہونے کا فتویٰ خود صادر کر لیا ہے۔

اے جاہل ناعاقبت اندیش مردود پیر کیا تو جانتا ہے کہ تو نے آدم علی علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ کی اُمت تک پوری کی پوری وہ نسلِ انسانی جو تیری تحقیق کے مطابق کلمۂ طیب نہیں پڑھی کیا وہ سب کے سب کلمۂ باطلہ کے اقرار کو دین و ایمان سمجھے ہوئے تھے؟ اے گستاخ مردودِ بارگاہِ خداوند کیا تو جانتا ہے

کہ تیرے کفر وشرک کی آگ تیرے اسلام ایمان کو خاکستر کر چکی ہے! خیر منا لے کہ یہ کمپنی گورنمنٹ ہے۔۔۔ اگر حضرت اورنگ زیب عالمگیر ہوتے۔۔۔تو ۔۔۔تو تختۂ دار کو سرخ کر چکا ہوتا۔ توبہ کرلے! توبہ کہ اللہ جل شانہٗ تیری بے خوف گستاخی کو شاید معاف کردے۔

فصل ششم

اے اُمت رسول اللہ ﷺ کے غیور مسلمانو! جاننا چاہئے ہمارے اور آپ کے آقا و مولیٰ محمد ﷺ نے فرمایا ''من قال لااله الا الله دخل الجنة'' یعنی جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنتی ہو گیا۔ بس اس بات پر ہمارا مکمل ایمان ہے تو پھر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیر و مرشد کی کیا ضرورت؟ جب کہ اللہ کے برحق و برگزیدہ بشارت دینے والے رسول پاک صاحب لولاک ﷺ نے حکم صادر فرما دیا کہ جس نے کلمہ طیبہ پڑھا وہ جنتی ہے۔

آیئے میں آپ کو بتادوں اس حدیث پاک میں کیا راز پوشیدہ ہے! فقط جملۂ لا الہ الا اللہ کلمۂ توحید ہے اور توحید میں وسیلہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے کے بغیر تو۔۔۔ توحید تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ (توحید و رسالت پر تفصیلی تذکرہ آگے کے صفحات میں ملاحظہ کیجئے)

اے طالب اللہ!۔۔۔ حضرت محمد ﷺ کی مجلسِ خاص تک پہنچنے کے لئے علم و آداب کی ضرورت ہے اور علم و آداب حاصل کرنے کے لئے رسول پاک ﷺ کے فرمانِ عالیشان پر عمل کرنا ہوگا۔ ارشادِ پاک ہے ''انا مدينة العلم و علی بابها'' یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں کہ جس میں تجھے پہلے داخل ہونا ہوگا اور اگر تجھے حضرتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ تک پہنچنا ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کے ارشادِ مبارکہ ''من لاشيخ له لادين له، لادين له لاعرفان له، لاعرفان له لا مولىٰ له'' یعنی جس کا شیخ یا پیر نہیں ہوتا اس کا دین نہیں ہوتا۔

جس کا دین نہیں ہوتا اس کو اللہ کی پہچان حاصل نہیں ہوتی اور جسے اللہ کی پہچان حاصل نہیں اس کا اللہ ہی نہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جانے سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے در پے جانا ہوگا۔ اور اگر قسمت سے تمہیں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے آستانے مل گئے تو سمجھ لو کہ تم حضرتِ علی تک پہنچ گئے حضرت علی سے نبی کریم ﷺ تک نبی کریم ﷺ کے صدقے و طفیل کلمۂ توحید تک رسائل حاصل ہوگی۔ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ میں راز اور وسیلہ پوشیدہ ہے کہ ارشادِ خداوندی ہے: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ'' (المائدۃ ۵:۳۵، پارہ ۶) یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی جانب وسیلہ تلاش کرو۔ پھر ارشاد ہوتا ہے: ''وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾'' (المائدۃ ۵:۳۵، پارہ ۶) اور اللہ کے راستے میں جدوجہد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ یعنی وسیلے سے مراد مرشد کامل ہے جو تمہیں اللہ کے راستے میں جدوجہد کرنے کے آداب وعلوم سکھاتا ہے۔ تاکہ تم منزلِ مقصود تک عمل پیرا ہو جاؤ۔

مذکورہ آیتِ کریمہ میں بڑے گہرے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں۔ جو صرف اور صرف مرشدِ کامل سے فاش ہو سکتے ہیں۔ اے طالب صادق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرشد کامل یا شیخ کامل حاصل نہیں تو کیا کرنا چاہئے؟ جواب: اگر مرشد کامل میسر نہیں تو کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو اپنا وسیلہ اور پیشوا بنا کر کلمۂ طیب کے اقرار و تصدیق کے تمام شرائط پر مکمل عمل کر کے ''اویسی'' بن جانا چاہیے۔ تاکہ تم براہِ راست تلمیذ الرحمٰن کے درجے پر فائز ہو جاؤ ۔۔۔۔۔۔ کہ جس طرح حضرتِ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ظاہراً نہ نبی کریم ﷺ کا

دیدار کیا نہ آپ کی صحبت نصیب ہوئی! پھر بھی آپ نبی کریم ﷺ کے غلاموں میں اعلیٰ ترین مقام منصب پر فائز ہوئے اور تلمیذ الرحمٰن کہلائے۔ یہ کیا راز ہے؟ یہ کیا اعجاز ہے؟ یہ وہی کلمۂ طیب **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ ہے جو اپنے مکمل اقرار و تصدیق کرنے والے کا مرشد و پیشوا بن کر اعزاز دلاتا ہے اور خود اللہ جل شانہٗ ۔۔۔۔ طالب اللہ کا ہادی و پیشوا بن جاتا ہے۔ اے طالب صادق اگر تجھے مرشد کامل میسر نہیں تو مکمل شریعت مطہرہ کے حوالے ہو کر کلمۂ طیب کو اپنا ہادی و پیشوا بنا لے یہ تیرے لئے کافی ہے۔ اللہ بس باقی ہوس، ورنہ جاہل گمراہ گر پیر مریدوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور مریدوں کے دین و دنیا دونوں تباہ کر دیتے ہیں۔ ایسے نقلی جاہل پیروں کے پھندے میں پھنس کر تو ہلاک ہو جائے گا۔

اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کیا ہے؟

اے طالبِ صادق آ ۔۔۔۔ کہ میں اس حدیثِ پاک کے رموز و معنی سے تجھے آشنا کر دوں۔ جان لے کہ کلمۂ طیب سے متعلق دو فرائض ہیں۔

(۱) اقرار باللسان

(۲) تصدیق بالقلب

(۱) اقرار باللسان کیا ہے؟

وہی جو مشہور ہے یعنی زبانی اقرار۔ زبانی اقرار کیا ہے؟ یہ ایک زبانی پاکیزہ قول ہے اور ہر نیک قول سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور ثواب جنت کی طرف

رہبری کرتا ہے۔اور اقرار باللسان ہی علم ظاہر کی اصل ہے۔(یعنی علم شریعت مطہرہ)

(۲) تصدیق بالقلب کیا ہے؟

یہ ایک اللہ کا ایسا راز ہے جس کو سمجھنے سے بڑے بڑے عقلاء وحکماء کی عقلیں عاجز ہیں۔ پھر بھی وقت کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس راز کو اختصار کے ساتھ فاش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تا کہ مخلوقِ خدا صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہے۔

تصدیق بالقلب یہ ایک قلبی عمل ہے اور جس کے اِصرارِ عمل سے مقامِ قلب حاصل ہوئی ہے۔۔۔۔ اے طالبِ صادق یاد رکھنا چاہئے یہ وہ قلب نہیں جس کو تو قلب یا دل سمجھ رکھا ہے جو سینے کے بائیں جانب لٹکا ہوا ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ جس پر اکثر نام نہاد پیر اثبات ونفی کی ضرب سے گردش دیتے ہیں۔ خواہ یہ قلب ذکر کی گرمی سے قیامت تک اللہ اللہ پکارے کچھ نہیں حاصل ہوسکتا۔ کیونکہ تیرا یہ مشہور عام قلب نہیں بلکہ کلب ہے یعنی کُتا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کُتے پر کلمات مقدسہ نہیں پڑھے جاتے۔

تو قلب کیا ہے؟

قلب وہ نور ہے۔جس کو اس شعر میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے۔

دل ایک نوراست بود دل درلا مکاں
دیدۂ دیدارش خدا بادلِ عیاں

یہ وہی نوری قلب ہے جو دو عالم میں نہیں سما سکتا مگر دونوں عالم قلب میں

سما سکتے ہیں کیونکہ کلمۂ طیبہ نور ہے نور کی تصدیق بھی نوری قلب سے ہی کی جاتی ہے۔ کیا تو گوشت کے لوتھڑے سے کلمۂ طیب کے نور کی تصدیق کرے گا؟ ہرگز اس عمل کو تصدیق بالقلب نہیں کہتے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قلبی تصدیق سے علم قلب جاری ہوتا ہے۔اور علم مقامِ ادب میں لے جا کر محترم بناتا ہے۔

ائے طالب خدا اگر تو عالم ہے تو علم باطن کا تجھ میں پایا جانا اشد ضروری ہے اگر تو صرف علم ظاہر رکھتا ہے اور باطن کے علم سے جاہل ہے تو۔۔تو۔۔اقرار کر کہ ایک رُخہ عالم ہے۔ کہ تجھے علم باطن کی انتہائی ضرورت ہے۔ جہاں جا کر تیرا علم مقام علم کے لائق ہوجاتا ہے۔ اگر تو علم ظاہر میں الجھ کر باطن سے جاہل رہ گیا اور اپنے آپ کو عالم وفاضل کہا تو یہ سرے سے نفاق ہے اور نفاق کے اصرار سے آدمی منافق اور کفر کے قریب قریب تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح وہ عالم باطن جو علم باطن یا علم قلب رکھنے کا داعی ہے اگر علم اللسان یعنی علم ظاہر سے ناآشنا ہے تو سمجھ لو کہ ابلیس کے بعد یہ سب سے بڑا زندیق ہے۔ لہٰذا عالم کو چاہئے کہ علم اقرار باللسان اور علم تصدیق بالقلب دونوں حاصل کرکے کیوں کہ تیرا جسم ظاہر ہے اور روح باطن ہے اور جس طرح جسم وروح کے ایک مجموعہ کا نام انسان ہے اسی طرح علم ظاہر وعلم باطن کے اک مجموعہ کا نام علم ہے۔ اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''**طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة**'' یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ یہی وہ علم ہے (جو علم ظاہر وباطن کا مجموعہ ہے یعنی علم ظاہر دین کا جسم ظاہر ہے۔ علم باطن دین کی روح کے مانند ہے) جیسا کہ حدیث پاک میں اشارۃً بیان ہوا ہے۔

اے طالب صادق جاننا چاہیے کہ علم عمل کی طرف رہبری کرتا ہے اگر علم ہی

نہیں تو عمل کس چیز پر کرو گے؟

الغرض تصدیق بالقلب منحصر ہے علم قلب پر علم قلب دلالت کرتا ہے عملِ قلبی کی طرف عملِ قلبی سے تصفیۂ قلب حاصل ہوتا ہے تصفیۂ قلب سے تخلیۂ روح حاصل ہوتا ہے تخلیۂ روح سے مقام دیدار الٰہی حاصل ہوتا ہے اور دیدارِ الٰہی سے مقام فنا۔۔۔مقام فنا کے بعد ''**فهم من فهم**'' جو سمجھدار ہے وہ سمجھ گیا۔ اگر نہیں سمجھا فقیر کا در کھلا ہے۔

تصدیق بالقلب کا راز

اے طالبِ صادق۔۔۔محقق صوفیانِ کرام علماء کاملین نے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے علوم کلمہ طیب **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ سے ہی حاصل کیا ہے۔ اس تحقیق میں سرِ فہرست ہیں حضور غوثِ صمدانی ہیکلِ ھمدانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ میراں محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(۱) لاالہ الا اللہ لامشھود الااللہ

(۲) لاالہ الا اللہ لامقصود الااللہ

(۳) لاالہ الا اللہ لامعبود الااللہ

(۴) لاالہ الا اللہ لا موجود الااللہ

اے سالک راہ سلوک!۔۔۔یہی وہ چار پاکیزہ ترین اقوال یا شرائط ہیں جن سالکین خدا کے لئے مدنظر رکھنا اور عمل کرنا لازمی ہے ورنہ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کہ مذکورہ شعر میں دو کفر اور چار شرک جو تیرے باہر ہیں وہ تیرے اندر داخل ہو کر تیری ذات سے لپٹ جائیں گے۔ کیونکہ تیری ذات خود بھی تو اللہ کا

ایک پاکیزہ کلمہ ہے۔ ذرا غور کر کہ تیری ذات بھی اک کلمۂ الٰہی ہے اور تو جس کے تعلق سے اقرار و تصدیق کر رہا ہے وہ بھی تو کلمۂ طیب ہے یعنی ایک کلمہ تو خود ہے ایک کلمہ **لاالہ الاالـلہ محمد رسول اللہ** ﷺ ہے اور ان دو کلموں کے درمیان تیری دنیا موجود ہے۔ جہاں تجھے لامکاں سے بھیجا گیا ہے تاکہ تو اپنا وعدہ وفا کر سکے اور پہچان کے تیرے باہر کی دنیا جو کفر و شرک کی غلاظت سے لبریز ہے وہ کیا ہے؟ تیرے پیچھے تیرے دو ازلی دشمن بھی پڑے ہوئے ہیں ایک تو کھلا ہوا دُشمن ابلیس ہے جو تجھے لعنتِ کفر میں گرفتار کرنا چاہتا ہے اور دوسرا تیرا نفس امارہ ہے جو تیرے تن میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ تجھے اپنا غلام بنا کر تجھ سے اپنی پرستش کروالینا چاہتا ہے تاکہ تو مشرک ہو جائے۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ تجھے ان دو ازلی دُشمنوں سے آگاہ کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ''اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٠﴾'' (یٰسین ۳۶:۶۰، پارہ ۲۳) '' یعنی شیطان کی پرستش نہ کرو کیوں کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور نفس کے متعلق ارشادِ گرامی ہے کہ: ''اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ'' (یوسف ۱۲:۵۳، پارہ ۱۳) نفس تمہیں بری باتوں پر اکساتا ہے۔'' یہ بری باتیں وہی شرک ہیں جو اللہ جل شانہٗ کو ناپسند ہیں۔

اے طالبِ صادق آ۔۔۔کہ مذکورہ اقوالِ غوثیہ جو کلمۂ طیب سے متعلق ہیں کلمۂ طیب کے ہی اسرار کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ محقق صوفیان کرام نے کلمۂ طیب کے ہر حرف سے کیا کیا رازِ ہدایت حاصل کیا ہے کہ جس پر عمل کر کے اک سالک منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

کلمۂ طیب کل سات الفاظ کا ایک مجموعہ ہے۔ جس میں لفظ اللہ مکرر آیا ہے۔

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
یعنی	لا	الہ	الا	اللہ	محمد	رسول	اللہ

اگر مقدس الفاظ میں سے مکرر لفظ نکال دیتے ہیں تو (۶) رہ جاتے ہیں۔

یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ان چھ ٹکڑوں یا الفاظ کو مختلف اسراری ناموں سے موسوم کیا گیا ہے تا کہ سالک ہر لفظ کے تقاضے کو سمجھ کر پورا کرتے ہوئے کلمۂ طیبہ کا عامل بن جائے۔

(۱) لا۔عبارتِ کلمہ

(۲) الہٰ۔معنی کلمہ

(۳) الاّ۔مقصودِ کلمہ

(۴) اللہ۔حاصل کلمہ

(۵) محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔نتیجۂ کلمہ

(۶) رسول۔خلاصۂ کلمہ

اے طالب اللہ! یہی وہ چھ کل (ٹکڑے) ہیں جو راہِ سلوک میں علم وعمل صالحہ، صدق ویقین کاملہ، توحید و رسالت کے آداب واحترام کے تقاضے کو پورا کرتے ہیں اور اگر سالک کلمۂ طیب کے ان چھ ٹکڑوں کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تو ابلیس سالک کے ظاہر و باطن کو کفر کی غلاظت سے نجس کر دیتا ہے۔اور نفس بھٹکے ہوئے مسافر خدا کو شرک کی چار دیواری میں قید کر لیتا ہے کہ جہاں سے رہائی دشوار ہو جاتی ہے۔اگر اللہ جل شانہ کی توفیق شامل حال نہ ہو۔

کلمۂ طیب کے چھ کلو میں پوشیدہ اسرار

اے طالبِ صادق کیا تو جانتا ہے کہ کلمۂ طیب کے ۶ لفظوں میں کتنے اسرار پوشیدہ ہیں جو صرف تصدیق بالقلب سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔آ۔۔۔کہ جائزہ لیتے ہیں۔

کل اوّل

''لا'' جو عبارتِ کلمہ ہے۔اگر تو ''لا'' کا اقرار کیا تو دل سے عبرت حاصل کر کیونکہ ''لا'' کے نیچے خود کی اور خلق کی نفی کر چکا ہے بجائے نفی کے اگر تو اپنا اثبات کرتا ہے تو خدا کی نفی کرتا ہے اور خود کو خدا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور تیرا یہ بے عبرت رہنا لاالـہ الااللہ لامشہو د الااللہ کے منافی ہے۔جب کہ راہ سلوک میں تیرا مشہود، مشہودِ حقیقی ہونا چاہئے تھا۔یہی وہ پہلا شرک ہے جس میں تجھے تیرا نفس مبتلا کر دیتا ہے۔

کل دوم

''الہ'' معنی کلمہ ہے۔۔۔معنی الہ پر ذرا غور کر اے طالب اگر تو پہلے شرکِ مشہودیت غیر میں مبتلا ہوا تو خود کو ''الہ'' ثابت کرنے کی کوشش ہی نہیں دعویٰ بھی کر رہا ہے۔یعنی تیرا سفر خود شروع ہو کر خود پہ ختم ہو رہا ہے۔معلوم ہوا کہ تیرا مقصود، مقصودِ حقیقی نہیں بلکہ تو خود ہے۔اِس طرح تو چلا تو تھا لاالـــہ الاالـلّٰـہ لامقصود الااللّٰہ کی طرف مگر پہنچ گیا لاالہ الاانا لامقصود الاانا کی طرف۔

نعوذباللّٰہ من ذالک ۔اللہ طالب صادق کوشرک سے محفوظ رکھے۔یہی وہ دوسرا شرک ہے جس میں تجھے تیرا نفس پھنسا دیتا ہے۔

کُل سوم

''الّا'' جسے مقصود کلمہ کہتے ہیں۔ اے سالکِ راہ خدا اِس طرح جب تو دوسرے شرک کا شکار ہو جاتا ہے تو کلمۂ طیب کی راہ سے خارج ہو کر مقصود کلمہ ''اِلاّ'' کے تقاضے کو پورا کئے بغیر خود ''اِلاّ'' کا مقصود بن کر اپنی معبودیت کا اقرار کر رہا ہے۔یعنی تیری منزل تو تھی ''**لاالہ الا اللہ لامعبود الااللہ**'' مگر تو بھٹک گیا ''**لاالہ الا انا۔۔لامعبود الاانا**'' کے صحرائے شرک میں۔ **نعوذباللہ منہ**۔یہ وہ تیسرا شرک ہے جو نادان سالک کو گھیر لیتا ہے۔

کُل چہارم ''اللّٰہ''

حاصل کلمہ ہے۔یہی وہ مقام ہے جہاں ''**موتوا قبل ان تموتوا**'' مرنے سے پہلے مرجاؤ کی فنا نصیب ہوتی ہے۔یہی وہ مقام ہے جسے فنا فی اللہ کہتے ہیں۔یہی وہ مقام ہے جہاں سے تو بقاباللہ ہوتا ہے! جہاں تجھے فقیر کے نام سے خطاب کیا جاتا ہے۔یہی وہ مقام ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے راہِ سلوک میں تو نے قدم رکھا تھا! اے سالک نادان اگر ابتداء ہی غلط ہو جائے تو انتہاء کب درست ہوگی! جیسا کام ویسا انجام۔

اے طالب نادان! اللہ کہنے سے پہلے جو تجھے تین طرح کے شرک گھیر چکے ہیں وہ تجھے کہاں چھوڑنے والے جب کہ تو نے خود کو مشہود مانا، مقصود مانا، معبود مانا

اور یہ تیری معبودیت کا باطل دعویٰ تجھے اقرار موجودیت پر مجبور کر رہا ہے۔ بالآخر تجھے ''**لاموجود الااللہ**'' کی بجائے ''**لاموجود الاانا**'' کا اعلان کرنا پڑا۔ اس طرح تو چار شرک کی چار دیواری میں ایسا قید ہو جائے گا کہ جہاں سے تیرا نکلنا دشوار ترین امر ہے۔''**نعوذباللہ من فقر المکب**''

یہ وہ چوتھا شرک ہے جو کہ راہ سلوک میں حائل ہو سکتا ہے۔العیاذ باللہ!

لہٰذا اے طالب صادق اگر تو ان خطرناک چار شرکوں سے محفوظ و مامون رہ کر اللہ کی توفیق و فضل کے سہارے اگر سفر جاری رکھا تو ہر قسم کے وہ شرک جو شرعی کتب سے ماخوذ ہیں ان سے بھی آسانی سے بچ کر منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔لیکن وما توفیقی الا باللہ یعنی اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔

کُل پنجم ''محمد ﷺ''

یہ نتیجۂ کلمہ ہے۔اے طالب ''لا الہ الا اللہ'' کی آخری کُل تک یعنی اسم اللہ تک اللہ کی توفیق و ہدایت سے اگر تو صحیح وسلامت پہنچ گیا تو جان لے۔۔۔کہ تو اُسی منزل میں قدم رکھ رہا ہے جہاں سر کے بل جانا شرط اولین ہے اور اگر تو قدموں سے چلنے کی کوشش کیا تو شیطان تیری راہ مار لے گا اور تجھے گستاخ رسول بنا کر کفر کی گہری کھائی میں پھینک دے گا۔

اور ''قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى'' (الکہف ۱۸:۱۱۰، پارہ ۱۶) کو مثلکم کی قید کے بغیر وہ بھی ہم جیسے بشر ہیں کا دعویٰ کر بیٹھے گا۔(اس راز کو مرشد کامل سے سمجھ)۔یہی وہ پہلا کفر ہے جو تیری کامیاب کوشش کو غارت کر دے گا۔

کل ششم

''رسول'' یہ خلاصۂ کلمہ ہے جسے فرضِ نسبی بھی کہتے ہیں۔ اے طالب اللہ راہ سلوک میں شریعت مطہرہ کا مکمل احترام و عمل کئے بغیر کسی بھی طرح کی کوشش بے کار ہے۔ نماز کی پابندی تو شرطِ اول ہے۔ جب جب تو نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوگا نبی کریم ﷺ اور آپ کی آلِ اطہار واصحاب پر درودِ پاک بھیج کر جس طرح نماز کی قبولیت کی اُمید رکھتا ہے بالکل اسی طرح آپ کی آلِ اطہار کی تعظیم وتوقیر کو کلمۂ طیب کا خلاصہ سمجھ کر آنکھوں کا سرمہ بنا لینا چاہیے۔ آپ کی آلِ اطہار کلمۂ طیب تو نہیں کلمۂ طیب کا راز ضرور ہیں۔ جن کو سمجھے بغیر کلمۂ طیب کا تقاضہ پورا نہیں ہوسکتا۔ اِس فرضِ نسبی کے ادا کرنے میں اپنی جان نچھاور کر دینی چاہیے اور خدا نہ کرے کہ تجھے رسول ﷺ سے زیادہ تیری جان پیاری ہو۔ اور اگر ایسا ہوگیا تو جان لے کہ تیرے پیدا ہونے کا مقصد تو اپنے ہاتھوں سے فوت کر بیٹھا۔ اور یہ کفرِ عظیم ہے۔ اور اگر انجانے میں غلطی ہوگئی تو فوراً معافی طلب کرنی چاہیے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر آپ کی آلِ اطہار کی۔۔۔یا۔۔۔رسول پاک ﷺ کی تحقیر کیا۔۔۔یہ مطلق کفر ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط'' (الشوریٰ ۴۲: ۲۳، پارہ ۲۵) اے محبوب آپ کہہ دیجئے میں تم سے اجر طلب نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ تم میری آل سے محبت کرو۔

الحاصل

اے طالب صادق جو شعر حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے یعنی

درکلمہ دو کفر شرک انہ چار
از طفیل مرشد کامل براء

تو اس شعر پہ اب اگر غور کرتا ہے تو۔۔۔صاف یہی نتیجہ حاصل ہوگا کہ فارسی لغت میں ''در'' کے معنی ''درمیان'' یا ''تعلق'' کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ اردو عام بول چال میں کہا جاتا ہے۔ ''کھیل کھیل میں جھگڑا ہوگیا''۔ یا ''بات بات میں جھگڑا ہوگیا''۔ تو ظاہر ہے ان مثالوں سے کہ اگر کھیل اکیلا کھیلا جاتا تو خود سے کھیلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جھگڑے کا تعلق کم از کم دو سے ہے۔ یا دوسرے جملے میں کم از کم ایک سے زائد اشخاص کا ذکر ہے۔ یعنی ایک متکلم، ایک مخاطب یا کئی مخاطب۔ اور یہ جھگڑا دو یا زائد اشخاص کے تعلق سے یا درمیان میں پیدا ہوا۔ بالکل اسی طرح تیری ذات بھی ایک کلمۂ الٰہی ہے اور تو جس کا اقرار کر رہا ہے وہ بھی ایک کلمۂ طیب ہے۔ لہٰذا اے غیور مسلمان تجھے خیال خاص رکھنا چاہیے کہ تیری ذات اور کلمۂ طیب کے درمیان کفر اور چار شرک جیسے خبائث آنے نہ پائے۔ اگر آ بھی گئے تو۔۔۔تو ان خبائث کو مرشدِ کامل کے توسل سے دور کر کے کلمۂ طیب کا اقرار کر۔۔۔ورنہ لاپرواہی تجھے کافر و مشرک بنا کر رکھ دے گی۔

اور یہی وہ راز ہے جس کو سمجھ کر کلمہ کے اقرار کا شعر میں اشارہ ہے اور فن شاعری بھی اک عجیب چیز ہے جو بسا اوقات مفہوم کو صاف صاف بیان کرنے کے بجائے بعض اشعار کو اچھا خاصہ معمہ بنا کر رکھ دیتی ہے جس کو ایک عام قاری کا سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے اور اگر سمجھ بھی گیا تو اپنی مرضی کے مطابق معانی کو بھٹکے ہوئے مفہوم کا جامہ پہنا دیتا ہے جب کہ شاعر کا مفہوم وہ ہرگز نہیں ہوتا جو قاری نے سمجھ رکھا ہے۔

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کی گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

اگر اس شعر کا مفہوم ایک عام قاری کو پوچھا جائے تو وہ فقط یہی کہے گا کہ شاہین اک پرندے کا نام ہے جو اقبال کو محبوب تھا اور جس کو وہ نصیحت کرتا ہے کہ اے شاہین تو قصر سلطانی کی گنبد میں کیوں قید ہو گیا ہے، جب کہ تو آزاد ہے، آزادرہ، اگر وہ پہاڑوں کی چٹانیں ہی کیوں نہ ہوں اگر قاری عقل سلیم رکھتا ہے تو یہ نصیحت ایک پرندے کو نہیں بلکہ اپنی ذات کے لئے سمجھ کر عبرت حاصل کرتا ہے۔

اے طالب صادق۔۔۔خوب جان لے کہ اس دور افراتفری میں جب کہ یہود و نصاریٰ نے مذہب اسلام کے خلاف ساری دُنیا کو اسلام دشمن مورچے میں تبدیل کر دیا ہے اور چاروں طرف سے دین اسلام کے خلاف محاذ آرائیاں ہو رہی ہیں دین فروش علماء خریدے اور بیچے جا رہے ہیں۔ قرآن کے معنی و مفاہیم کو تبدیل کرنے کی ناپاک جسارت کی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ یہودی علماء نے قرآن حکیم کے مقابل ایک نیا نسخہ لکھنے کی بدترین کوشش میں ملوث ہیں۔

ملتِ اسلامیہ اصل قرآنِ مجید کی راہ سے گمراہ ہو کر نقلی اور بازاری کتاب کو اصلی کتاب سمجھ بیٹھے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

ایسے نازک ترین دور میں کچھ جاہل گنوار دین و ایمان کے دُشمن پیروں نے کلمہ کی مغلظات سے ایک عجیب ہنگامہ برپا کر دیا کہ جو یہود و نصاریٰ کی لگائی آگ میں تیل کا کام کر گیا۔ اور کلمہ طیب جو دین و ایمان کا سرچشمہ ہے اُسی کو بدنام کرنے کی سعئ لاحاصل میں سینہ سپر ہو کر میدان میں اُتر گئے۔

اے قابل و محترم طالب اللہ کیا تو جانتا ہے؟ کلمۂ طیب **لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ** ﷺ کے بعد اور پانچ کلمات مقدسہ یعنی اول تا ششم چھ کلمات مقدسہ کا جو تو اقرار کر کے مسلمان ہوا ہے۔ یہ چھ کلماتِ مقدسہ کہاں سے آئے؟ یہی وہ کلمۂ طیب ہے جس کی ہر گل یا ٹکڑے سے ایک کلمہ نکلا یعنی چھ ٹکڑوں سے یا الفاظ سے چھ وہی کلماتِ مقدسہ نکلے جن کا اقرار و عمل ہر مسلمان پر فرض ہے اور جن کے اقرار و عمل سے مسلمان اپنے باہر کے دو کفر اور چار شرک سے محفوظ رہ جاتا ہے۔

اے طالب الٰہی کیا تو جانتا ہے قرآنِ مجید کیا ہے؟ انہیں چھ کلماتِ مقدسہ اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل کی تشریح ہے اور کلمۂ طیب کے اقرار و تصدیق کے بعد نماز فرض اول ہے وہ کہاں سے آئی؟ یہی وہ کلمۂ طیب ہے جس کو عرش اعظم پر لکھا دیکھ کر آدم علیہ السلام نے اللہ جل وشانہٗ سے سوال کیا کہ اے رب ذوالجلال یہ جو تیرے نامِ پاک **لاالٰہ الا اللہ** کے ساتھ جو نام نامی محمد رسول اللہ ہے وہ کون ہیں؟ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا: اے آدم یہ میرا محبوب و مقصود ہے جو آپ کی اولاد میں سے ہوگا اور جس کے وسیلے میں آپ سے سرزد ہونے والی لغزش کو

معاف کیا جائے گا اور اللہ جل وشانہٗ کے اس جواب کو پاتے ہی حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ تیرے محبوب کے باپ پر رحم فرما۔ آخر کار وہ وقت آ گیا جب آپ سے لغزش ہوئی۔ تو نفس آپ کے جسدِ اطہر میں سرایت کر گیا۔

اور یہی وہ نفس تھا جو ابلیس لعین کا ہتھیار بن گیا اور ابلیس نے حوا علیہا السلام کے ذریعہ آدم خلیفہ اللہ کو بہکانے میں کامیاب ہوا۔ المختصر! جب آدم علیہ السلام کو جنت سے رُخصت فرما کر زمین کی طرف روانہ کیا گیا تو گھنی ظلمت وتاریکی تھی۔ آپ اندھیروں سے بتقاضہ بشری گھبرا گئے اور دھیرے دھیرے جب صبح ہوئی تو آپ نے اللہ جل شانہٗ کا شکر ادا کرنے کے لئے دو رکعت نفل نماز پڑھی! یہ وہ پہلی نماز تھی جو آدم علیہ السلام نے زمین پر ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر نماز فجر کی شکل میں عطا کی گئی۔

اے طالب صادق یہی وہ کلمۂ طیب ہے جس کے انوار سے سورج روشن ہوا۔ اے طالب صادق یہی وہ کلمۂ طیب ہے جو نماز کا سرچشمہ ہے۔ یہی وہ کلمۂ طیب ہے جس کی بدولت آدم علیہ السلام کی لغزش بخشی گئی اور ہمیں فرض نماز کی نعمت حاصل ہوئی۔

خوب جان لو کہ اگر نفس امارہ بھی کلمۂ طیب کے اقرار کے لئے راضی رہتا تو ''انا نفس انت رب '' کا تکبر کرنے کے بجائے اپنے عجز کا اظہار کرتا مگر ایسا نہیں ہوا اس لئے اس کو عاجز کرنے کے لئے ہم مومنوں کو اللہ نے فرض روزوں کی نعمت عطا کی۔

تو صاف واضح ہو گیا کہ ہمیں فرض روزں کی نعمت بھی کلمۂ طیب کے صدقے حاصل ہوئی اسی طرح جب ابلیس اللہ کی نافرمانی کر کے کافر ہو گیا تو اللہ

جل شانہٗ نے دینِ اسلام کی تخلیق فرمائی اور اہل اسلام کو کلمۂ طیب عطا فرمایا اور شیطان کو ملعون دنیا کے حوالے کر دیا۔ اسی طرف اشارہ ہے۔ آیت کریمہ: ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج'' (النساء ۴:۷۷) یعنی اے میرے محبوب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے ''دنیا کا سرمایہ تھوڑا سا ہے'' اس متاع قلیل کو شیطان مردود کے سُپرد کر دیا گیا۔

اے طالب! لفظ ''قلیل'' کے دو معنی ہوتے ہیں پہلے معنی ہیں ''تھوڑا سا'' دوسرے معنی ہیں ''حیض آلودہ ناپاک کپڑا'' لہٰذا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اشارۃً ارشاد فرمایا ''الدنیا جیفته و طالبها کلاب ''یعنی دُنیا مردار ہے اور اس کا چاہنے والا کُتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک! اے طالب صادق یہ مردار دُنیا کی محبت گناہ عظیم ہے اس گناہِ عظیم سے دن میں ستر بار توبہ کرنا چاہیے۔

المختصر! جس مسلمان کو جائز اور حلال دنیوی دولت نصیب ہے اس حلال مال سے ابلیس پر سنگسار کرنے کے لئے فرض زکوٰۃ عائد ہوئی اور انشاء اللہ مسلمان صبح قیامت تک حلال وطیب مال کی زکوٰۃ ادا کر کے شیطان کو ذلیل ورسوا کرتا رہے گا۔

اس طرح صاحب استطاعت پر حج کو فرض قرار دیا گیا اور جس ادائیگی سے نفس وشیطان حقیر وذلیل ہوتے ہیں۔

اے عاقل وبالغ طالبِ خدا ان پانچوں فرائض کی نعمت اگر ہم مومنوں کو حاصل ہوئی تو وہ صرف کلمۂ طیب کی بدولت ہے۔

اے طالب صادق جاننا چاہیے کہ دین کیا ہے؟ کہ دین سیرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح ہے۔

دین کیا ہے؟

شریعت مصطفےٰ ﷺ ہے۔

حالِ محمدی ﷺ کیا ہے؟

تشریحِ قرآن حکیم ہے۔

قرآنِ حکیم کیا ہے؟

تشریح کلمۂ طیب **لاالہ محمدرسول اللہ** ہے۔

کلمۂ طیب لاالہ الااللہ کیا ہے؟

تشریح اسم اللہ ذات ہے۔

اسم اللہ ذات کیا ہے؟

یہ وہ کنجی ہے جو عالمِ غیب والشہادۃ کا ہر خزانہ کھول سکتی ہے۔

اے طالب اللہ تو اگر جان و سر کی بازی لگانے کو تیار ہے تو یہ کنجی حاصل کرنے کا تمنا کر اور جو مرشد اس لائق نہیں جو اپنے مرید کو پہلی ہی نشست میں اسم اللہ ذات کی کنجی عنایت نہیں کرتا وہ نامراد دُنیا دار ہے۔ جس سے بیعت و تلقین لینا سراسر حرام ہے کہ بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکا کر اپنے مریدوں کی تعداد بڑھا کر شہرت کا شیطانی لقمہ کھانا چاہتا ہے۔

یہ وہی بازاری پیر ہے بلکہ پیر نہیں پیڑھ ہے۔ جو کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ میں دو کُفر اور چار شرک موجود ہونے کے قصۂ خبیثہ کا نام اسلام سمجھ رکھا ہے۔ اے طالب صادق اب تک کی وضاحت سے تو بخوبی واقف ہوگیا کہ کلمۂ طیب حضرتِ جل شانہٗ کے علوم و اسرار کا وہ مقدس گنجینہ ہے کہ جس سے ستر ہزار علوم نکلتے ہیں۔ بخدا بتا اگر عقلِ سلیم رکھتا ہے کہ کیا کلمۂ طیب میں

ایسی کوئی جگہ بھی ہے جہاں پر کوئی مخلوق ناپاک اُنگلی رکھ سکے؟ کیا کلمۂ طیب سے کفر و شرک کا الحاق ہوسکتا ہے؟ کیا کلمۂ طیب جو ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء و مرسلین کے دین و ایمان کا سرچشمہ ہے۔ کیا کفر و شرک کا مجموعہ ہوسکتا ہے؟ کیا کلمۂ طیب جو تمام ارضی و سماوی مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہے۔ کیا کُفر و شرک کا مجموعہ ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ! ہرگز نہیں ہوسکتا۔

فصل ہفتم

طلب کیا ہے؟ اے طالب حق ۔۔۔۔۔طلب کہتے ہیں عشق کو۔۔۔ طالب، طلب، مطلوب۔۔۔۔یا عاشق، عشق، معشوق۔ ان اقوال میں ہی تیری ذات کا راز پوشیدہ ہے کہ تو ان اسرار کو جانے بغیر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ جاننا چاہیے کہ کون طالب! کس کا طالب! کون مطلوب۔ کس کا مطلوب، کون عاشق، کس کا عاشق، کون معشوق ، کس کا معشوق۔۔۔۔ اللہ اکبر۔۔ اے طالب۔۔۔عاشق تیری ذات کو کہتے ہیں کہ جس نے ''الست بربکم '' کے جواب میں ''بلا'' کا وعدہ کیا تھا۔ اسی وعدے کو وفا کرنے کے لئے راہِ طریقت ہے۔ اس راہ پر چلنے کا نام ہی تصدیق بالقلب ہے۔

عشق کیا ہے؟

اے طالب صادق جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ عاشق تیری ذات ہے مگر عشق کیا ہے؟ عشق اللہ جل وشانہ کا ایک گہرا راز ہے جو تیری ذات میں پنہاں ہے۔ یہ وہی راز ہے کہ جس نے تجھے بروز الستُ قالو ابلی کا عہد کرایا۔ اور کیا تو جانتا ہے کہ عہد کس طرح وفا کیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو تجھے اپنے اندر اُس رازِ عشق کو پانا ہوگا جس کے تعلق سے حضور غوث الصمدانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''العشق ھوالنار''، عشق ھو کی آگ ہے اور ''ھو'' اللہ کے چار ذاتی ناموں میں سے ایک نامِ پاک ہے۔

اے طالب خدا اس قول سے معلوم ہوا کہ اس آگ میں جلنے سے پہلے تجھے ھو اللہ احد تک پہنچنا ہوگا۔ کیونکہ روزِ ازل جو تو نے بلیٰ کا عہد کیا اس وقت تیری ذات تھی اور اللہ جل وشانہٗ تھا اور اس عہد کا گواہ صرف وہی عشق تھا جو تیری ذات میں راز تھا اور رازِ عشق تک اگر کوئی تجھے پہنچا سکتا ہے تو وہ ہے اسم اللہ ذات۔ اب اسم اللہ ذات کہاں سے حاصل کریں؟ اے عزیز! اسم اللہ ذات کو مرشد کامل سے حاصل کرنا چاہیے ورنہ یہ وعدہ بلیٰ کا وفا کرنا ایک دشوار ترین امر ثابت ہوجائے گا۔

اے طالب صادق کیا تو جانتا ہے اسم اللہ ذات تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ جاننا چاہیے کہ اسم اللہ ذات سالک کو آتش جلال خداوندی کے حوالے کرتا ہے اور جب سالک اس آگ کے سمندر سے گذرتا ہے تو عاشق کی ذات میں عشق بے نیاز نمودار ہوجاتا ہے۔ جو ہر علمی و عقلی دلائل آزاد مبراء ہے۔

ایک روز کسی سائل نے حضور غوث الصمدانی قطب ربانی معشوق یزدانی حضرتِ میراں محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ''ماالعشق''، عشق کیا ہے؟ تو آپ نے سائل کو اِس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے حضرتِ سلطان العارفین امام المحققین سید سلطان احمد کبیر عاشق اللہ معشوق رفاعی کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا۔ یہ جملہ سنتے ہی حضرت سلطان احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گہری آہ کھینچی کہ آگ لگ گئی اس آگ میں وہ خود پیڑ سمیت جل گئے جل کر راکھ ہوگئے راکھ پانی میں تبدیل ہوگئی اور پانی برف کے ایک ٹکڑے کی شکل میں ڈھل کر رہ گیا۔ بیچارہ سائل گھبرا کر غوثِ جیلان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واقعہ کی تفصیل بیان کیا اور آپ سن کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اُس جگہ کو معطر کر دو اور

جیسے ہی سائل نے جگہ کو معطر کیا تو حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ پیڑ کے ساتھ ہی وجودِ ظاہری میں نمودار ہوئے۔ تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا پچھلے زمانے میں ایک ایسے بزرگ تھے جو فنا میں جا کر بقا میں آیا کرتے تھے۔ اس دور میں ایک یہ ہیں جو فنا میں جا کر بقا میں آتے ہیں۔

اے طالب صادق غور کر کہ ایک آہ! جو بھڑک اُٹھی وہ آگ کیا ہے؟ یہی وہ آگ ہے جسے عشق کہتے ہیں۔ اور تو کیسے اس راز کو سمجھے گا کہ عشق عاشق کو کن کن مقامات سے گذار کر مراتب دلاتا ہے کیا تو جانتا ہے آگ کیا ہے؟ راکھ کیا ہے؟ پانی کیا ہے؟ برف کیا ہے؟ عطر کیا ہے؟ فنا کیا ہے؟ بقا کیا ہے؟ یہ تمام عشق کی نیرنگیاں ہیں جب سالک اس مقام پر آجاتا ہے تو اس کی کیفیت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے مصداق ہو جاتی ہے۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یعنی اے جامی تو عشق کا غلام ہو گیا اب اپنے حسب و نسب کو ترک کر دے کیونکہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔

غور کرنا چاہیے کہ عشق کی غلامی سے سالک ہر نسبت و تعلق سے آزاد ہو جاتا ہے کہ عشق کی مملکت میں سوائے عشق کی غلامی کے کوئی اور رشتہ حائل ہو ہی نہیں سکتا۔

تو عشق کیا ہے؟ عشق اللہ کا ایک عمیق وہ راز ہے کہ جس کے نام سے ہی عقل کے پر جل جاتے ہیں کہ عشق مکاں سے لامکاں تک آزاد وجود رکھتا ہے۔ زبان عاجز ہے کہ فقیر اور زیادہ راز کو فاش نہیں کر سکتا۔

لہٰذا اے طالب صادق! اے عاشق ازلی تیری اس امانت کا پتہ مرشد کامل سے حاصل کر ورنہ تیری تخلیق کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

عشق کیا ہے؟ عشق وہی ہے جو قالوا بلیٰ کے عہد کو پورا کرنے میں تیرا رہنما ثابت ہوتا ہے۔

اسی حدیثِ قدسی میں ارشاد ہے: **من عرف نفسه فقد عرف ربه**، ''جو اپنے آپ کو پہچان لیا وہ رب کو پہچان لیا'' طلب کہتے ہیں اُس راز کو جو الفاظ میں نہیں سما سکتا۔ اے طالب تیری طلب ہی تجھے پیر کے پاس لے جاتی ہے۔ اگر طلب نہ ہوتی تو تو پیر کے پاس آتا ہی کیوں؟ اس ازلی پیاس کا نام طلب ہے۔ ''**فهم من فهم**'' جو سمجھدار ہے سمجھ گیا کہ اب ذرا غور کر کے بتا کیا تیری پیاس ایک پیالہ پینے سے بجھ جائے گی؟ اگر بجھ گئی تو سمجھ لے کہ تو اپنے آپ کو پالیا یا مقام طلب تک پہنچ گیا اور تیرا پیر کامل ہے۔ اگر نہ بجھی کسی کامل کی تلاش کر ورنہ پیاسا ہی مر جائے گا۔ کیا تو جانتا ہے کہ تیرے اندر وہ آبِ حیات ہے کہ جسے تو پی کر حضرتِ خضر کے مانند ہو جائے گا۔ کریمۂ پاک ہے کہ ''وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ؀۲۱'' (الذّٰریٰت ۵۱:۲۱) ''وہ تمہاری جانوں میں موجود ہے مگر تم دیکھتے کیوں نہیں؟ اگر نہیں دیکھا تو اللہ جل شانہٗ بے نیاز نے فرمایا: ''وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ؀۷۲'' (بنی اسرائیل ۱۷:۷۲) جو دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا بھی اندھا ہے'' جو دنیا میں نہیں دیکھا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وہ گمراہ ہے۔

اے طالب کیا اس دولتِ لازوال کا تجھے غم نہیں؟ اگر ہے تو آجا اس فقیر کی خانقاہ کا در کھلا ہے تاکہ تجھے تیرے گمشدہ اثاثے کا پتہ دیدوں۔

طالب کسے کہتے ہیں؟

طالب وہی ہے جو **قالوا بلیٰ** کے قول پر قائم رہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ یعنی طالب وہی تیری ذات ہے جو لامکاں سے مکاں میں آئی اور عارضی مکاں میں آ کر اپنے حقیقی مقام کو بھول گئی۔ اے طالب خدا تو حسین دُنیا میں اپنے آپ کو بھول گیا ہے وہ دُنیا اور تو کچھ نہیں؟ وہ تیرے ہی اندر کی چیز ہے ایک تو کہ اپنے اندر کی معمولی سی چیز کے لئے اپنے آپ سے بچھڑ گیا تعجب ہے!

طالب اللہ اُسے کہتے ہیں جو اپنے گم شدہ سرمائے کی تلاش میں ایک رہبر کامل کا سہارا لیتا ہے۔ طالب کون ہے؟ طالب ایک ازلی ذات انسانی کا نام ہے۔ اگر تو اپنے آپ کو پالیا تو زندہ روح عیسیٰ روح اللہ کے مانند ہو جائے گا اور تو وہ شریف ترین کلمہ ہے جس کو ابلیس نہ پہچان سکا ایک تو ہے کہ الٹا ابلیس کی دُنیا میں ابلیس کا مرید ہو گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک! اور اللہ کے رسول مقبول ﷺ کا فرمانِ رحمت نشان ہے۔ **الانفاس معدودة کل نفس یخرج بغیر ذکر اللّٰہ تعالیٰ فھو میت** تجھے گنتی کی سانسیں عطا کی گئی اور سانس بغیر ذکر اللہ کی نکلے وہ مردہ ہے اور سب کی سب رائیگاں جارہی ہیں عشق کا اسرافیل صور پھونک رہا ہے اور تو بے سدھ پڑا ہے۔

مطلوب کون ہے؟

وہی جو تیرے اندر باطن ہے اور تیرے باہر ظاہر ہے جس کی طرف تو ایک قدم بڑھے گا تو وہ دس قدم بڑھے گا تو آہستہ جائے گا تو وہ دوڑ کر کے آئے گا۔

تیرا مطلوب وہی ہے جو تیری رگِ جاں سے بھی زیادہ قرب ہے۔ ''وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴿۱۶﴾'' (ق ۵۰:۱۶، پارہ ۱۶) میں تیری شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں، کا اسی طرف اشارہ ہے۔

اے طالب صادق یاد رکھنا چاہئے کہ پیر کامل وہی ہے جو اپنے مرید کے باطن میں تصرف کرے اور مرید کو اس کی ذات سے ملا کر طلب عطا کرے یا طالب بنا کر اسے شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب پہنچا دے تا کہ مطلوب حاصل ہو۔ مرشد وہ ہے جو اپنے طالب پر اس کا باطن روشن کرے اور اگر باطن کا علم مرشد نہیں رکھتا تو جان لو ظلمت پرست ابلیس ہے۔ لہٰذا مرید کو چاہیے کہ فوراً توبہ کر کے کامل مرشد کے دامن سے وابستہ ہو جائے اور اگر کامل پیر نہ ملے تو شریعت کی طرف مکمل رجوع کرے۔ ورنہ ناواقف قصہ گو ابلیس نما پیر کی صحبت میں رجعت کھا کر دیوانہ یا مجنوں ہو جائے گا۔

لہٰذا میرے مرشد روحانی قطب الاقطاب پیر دستگیر حضرت سید حضرت شاہ قادری ہلگوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِس بھید کو پایا نہیں سو پیر نہیں شیطان ہے
ہرگز نکو ہوتو مرید اُس ملحد و گمراہ کا

راہ کیا ہے؟

راقم الحروف یعنی مجھ فقیر سے میرے ایک جاں نثار مرید نواب محبوب علی خان دام افیاضھم نے بموقعہ عرسِ حضرت شاہ قادری ہلگوری پوچھا تھا کہ راہ کیا ہے؟

اے طالب صادق راہ کی دو اقسام ہیں ایک راہ شریعتِ مطہرہ جو ظاہرو

باہر ہے دوسری وہ راہ جس کی وضاحت کے لئے نہ حرف ہیں نہ الفاظ یہ ایک خالص جذبہ کا نام ہے جو باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ وہ راہ ہے جس کے تعلق سے حضرت پیرانِ پیر دستگیر محبوب سبحانی غوث الصمدانی ھیکل ہمدانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جو انسان اپنے باطن میں سفر نہیں کرنا چاہتا اللہ جل شانہ اس کو ظاہر کے سفر میں اُلجھا کے رکھ دیتا ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، وحج، تقویٰ، پرہیزگاری وغیرہ۔ معاذ اللہ یہ شریعتِ مطہرہ کی کسر نہیں ہے بلکہ اس رمز کو مرشدِ کامل سے پانا چاہیئے۔

راہِ شریعت کی تفصیل

راہِ شریعت کیا ہے؟ راہِ ظاہر ہے۔ راہِ ظاہر کیا ہے؟ جیسا کہ نبی کریم شفیع المذنبین وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کا ہر حرف اپنا ظاہر و باطن رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا کوئی ایسا زرہ نہیں جو قرآن سے باہر ہے اور قرآن کا ظاہر کیا سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے سیرت مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شریعت مطہرہ کیا ہے؟ وجودِ ظاہری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم و تعظیم نہیں کرتا وہ کافر مطلق ہے۔

اے سالک راہِ سلوک الی اللہ جب تک تجھے پختہ یقین نہیں حاصل ہو جاتا کہ تو شریعت مطہرہ کا مکمل عامل ہے تب تک دوسری راہ چلنے کا قصد و ارادہ کرنا بھی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ابلیس و نفس تیری جان کے دشمن شریعتِ مطہرہ سے باہر تیرے انتظار میں ہیں کہ کب تیرا شکار کیا جائے۔

راہِ باطن کی تفصیل

راہِ باطن کیا ہے؟ اللہ کا ایک عظیم راز ہے۔ وہ راز کیا ہے؟ وہ راز رازوں کا راز ہے کہ جس کے کھلنے پر ہر راز کھل جاتا ہے۔ راہِ باطن کی اصل کیا ہے؟ کلمۂ طیب **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔ کلمۂ طیب **لاالہ الااللہ** کیا ہے؟ رازِ باطنی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے راز باطنی کیا ہے؟ وجودِ باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جب مرشد کامل میسر آتا ہے تو طالب کا ہاتھ تھام کر وجودِ باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جاتا ہے! اور جلوہ گاہِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں مقام و شرف دلاتا ہے۔ اے طالب! راہِ ظاہر کی ابتداء و انتہا تو ہے مگر راہِ باطن کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا ہے اور یہ دو الگ الگ راہیں جب ایک ہو جاتی ہیں تو سالک ظاہری صراط مستقیم یعنی شریعتِ مطہرہ سے باطنی صراط مستقیم یعنی مقامِ قلب پر آ جاتا ہے۔ لہٰذا ارشادِ باری ہے: ''مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾'' (الشعراء۲۶:۸۹، پارہ۱۹) مگر جسے اللہ تعالیٰ قلب سلیم عطا کرتا ہے۔ اسی طرف اشارہ ہے، یہاں سے سالک کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔

اے طالب اللہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کی قدر کر کہ یہ سلسلۂ پاک عشق خداوندی کی آگ سے ہے اور امر ربی سے تعلق رکھتا ہے کہ یہ تمام سلسلوں کا شہنشاہ ہے۔ یہاں دم مارنے کی اجازت حاصل نہیں کیا تو نے اس چوہے کو دیکھا جو امر ربی عشق خداوندی کی آگ حضور غوث الصمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ محی الدین جیلانی کے گھر کی چھت کتر رہا تھا کہ آپ نے ایک نظر ڈالی تو سر تن سے جدا ہو کر زمین پر آ گرا۔

عقلمند را اشارہ کافی است

قلب کسے کہتے ہیں؟

قلب ایک نور کہ جس میں کل موجودات سما سکتے ہیں۔ مگر قلب سوائے انسان کے کسی میں نہیں سما سکتا۔ قلب وہ گوشت کا لوتھڑا یا ٹکڑا نہیں جس کو تو نے قلب سمجھ کر پاک ترین کلمہ طیب لاالٰہ الااللہ پڑھ رہا ہے۔ اس کو کلب یا کتا کہتے ہیں کہ پاکیزہ کلمات کُتے پر پڑھنا نازیبا ہے۔ (میں نے اپنی پہلی کتاب راہِ سلوک میں ہر سلسلے کے وہ طریقے بیان کیے ہیں جو مشہور عالم ہے کہ مگر اس راز کو فاش نہیں کیا جا سکتا۔ جو قلب کے تعلق سے میں نے کتاب جواہر العرفان میں اشارہ بیان کیا ہے۔

اے طالب عزیز قلب اللہ کا ایک وہ باطنی راز ہے جو پیر کامل کے بغیر سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اگر گوشت کے ٹکڑے کو قلب سمجھ کر چل رہے ہو تو سمجھ لو کہ گمراہی کے صحرا میں بھٹک رہے ہو! اور یہ سرخاص وہ ہے جو کتابوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور جس کا ذکر کتابوں میں قلب سینہ وغیرہ کے الفاظ سے ملتا ہے یہ وہ قلب ہے نہ وہ سینہ ہے۔

اسی قلب حقیقی کے متعلق حضرت عارف باللہ مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

گرز تو راضی ست دلِ من راضیم
ورز تو معرض بود اِعراضیم

''اگر وہ دل تجھ سے راضی ہے تو میں بھی راضی ہوں۔ اگر وہ تجھ سے مُنہ پھیرنے والا ہے میں بھی مُنہ پھیرنے والا ہوں''۔

ننگرم در تو دراں دل بنگرم
تحفہ او را آر اے جاں بردرم

''میں تجھے نہیں دیکھتا تجھ میں دل دیکھتا ہوں اے جاں، میرے در پر اس کا تحفہ لا''

آں دلے آور کہ قطب عالم است
جانِ جانِ جانِ جانِ آدم است

''وہ دل لا جو عالم کا قطب ہے وہی دل آدم کی جان کی جان کا محبوب ہے''۔

باتو او چونست ہستم من چُناں
زیرِ پائے مادراں باشد جناں

''تیرے ساتھ وہ جیسا ہے میں ویسا ہوں۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے''۔

کیونکہ ارشادِ گرامی ہے: ''من شرح اسرار الربوبیتہ فقد کفر'' ربوبیت کے اسرار فاش کرنے والا کافر ہے۔ اس لئے صوفیانِ کرام عجیب اصطلاحات میں قلب و سینے کی تعریف بیان کرتے ہیں کہ ایک عام مسلمان وہ سینہ سمجھ لیتا ہے؟ جو گردن کے نچلے حصے میں موجود ہے۔ اگر مرشدِ کامل رکھتا ہے تو وہ تجھے باآسانی مقام قلب و سینہ تک پہنچا دیتا ہے جہاں سے تیرا حقیقی سفر شروع ہوتا ہے۔

تقریباً نو یا دس سال کی عمر رہی ہوگی کہ مجھے میرے قلب نے آواز دی'' اے ولی تو مجھ تک نہیں پہنچ سکتا تاوقتیکہ تجھے میری معرفت حاصل نہ ہو! یہ صدائے

عجیب سن کر حضرت نے اپنے پیرومرشد والد ماجد حضرت شاہ محمد قادری قدس سرہٗ سے پوچھا کہ مذکورہ قول کی کیا تعبیر ہے؟ محترم وشفیق والدِ گرامی نے دریافت کیا کہ تو کوئی ذکر کا شغل رکھتا ہے؟ میں نے اقرار میں جی کہا۔ آپ نے پوچھا کیا تو قلب کی حقیقت جانتا ہے؟ میں نے (سینے کی طرف اشارہ کر کے ہاں کہا۔ میرے جواب پر اپنے شفیق والد محترم نے مسکرا کر ارشاد فرمایا یہ وہ قلب نہیں جو صوفیا کرام کی اصطلاحات کو سمجھے بغیر ہم طئے کر لیتے ہیں بلکہ قلب اللہ کا ایک خالص راز ہے۔

الغرض غواص دریائے ایمان غریق قرآن ناظرعین بعین حامئ شرع متین حضرتِ والدِ صد احترام الشاہ محمد قادری قدس سرہٗ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مقامِ قلب تک پہنچا دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قلب اک ملکِ لازوال ہے اک بحر بے کنار ہے یہاں تک کہ میرا قلب وقالب ایک نظر آنے لگا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے فقیر ازلی اب جا اس قلب کی نگرانی کر۔

آں جناب کے ارشاد گرامی کے مطابق میں نے ۵ سال تک قلب کی نگرانی کی اور پھر سات سال تک قلب نے میری نگرانی کی۔ پھر نہ ذکر رہا نہ مذکور، قلب رہا نہ قالب۔ نہ قلب کو میری خبر تھی نہ مجھے قلب کی خبر۔

میری اس حالت کو دیکھ کر والد ماجد پیر دستگیر نے مجھے مجھ سے نکال کر ارشاد فرمایا کہ اے وارثِ انبیاء تو قادری ہے پانچوں مکانات تیرے ہیں۔ تجھے کسی ایک مکان میں مقید نہیں رہنا چاہیے بلکہ تجھے آزاد و بے نیاز رہنا ہے۔ جا لکھنو جا، میرے عزیز دوست حضرتِ علامہ مفتی عبدالحئی ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر مزید علوم شریعہ حاصل کر کہ تیری زندگی ''رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ

حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾'' (البقرہ ۲:۲۰۱) کے مطابق سعید ہو جائے۔ تو وقت کے تقاضوں کے مطابق علم ظاہر و باطن میں کمال حاصل کر کے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدود کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو جا۔ کیونکہ اللہ جل وشانہٗ نے تجھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ تو مصلحتِ خداوندی کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔

الغرض! اے طالبِ صادق جب سالک مقام قلب میں پہنچتا ہے تو نہ ذکر رہتا ہے نہ مذکور! قلب سے علم قلب حاصل ہوتا ہے علم قلب سے مقام فکر حاصل ہوتا ہے۔

فکر کیا ہے؟

صوفیانِ کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کی اصطلاح میں فکر نفس کے فنا کو کہتے ہیں۔ فکر سے آدمی کو نفس ظالم سے نجات حاصل ہوتی ہے اور جب سالک میں فکر جاری ہوتی ہے۔ تو ذکر موقوف ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہٗ کے برحق رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**تفکر ساعة خير من عبادة الثقلين**'' ایک ساعت کی فکر دو عالم کی عبادت سے افضل ہے۔ یہ مرتبہ مقام قلب ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ فکر اور علمِ قلب اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ حضرت عارف باللہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار پر عمل پیرا ہو جائے۔

دل بدلدارِ دہ آزاد شو
غمخوارِ اوباش وازوے شاد شو

''اے طالب دل دیدار کو دے دے اور تو آزاد ہو جا۔ اس کا غمخوار بن جا اور اُسی سے خوشی حاصل کر''۔

صد کتب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

''سو کتابیں سوروق آگ میں ڈال دے اور ہمہ تن و گوش سے جان ودل اپنے دلدار کی جانب کرلے''۔

رو بیا دروں دلِ کوشاہ خوست
کہ امان سبزوار کون ازدست

''جاوہ دل لاجوشاہانہ مزاج رکھے کیونکہ دُنیا کے سبزوار کو اسی کی وجہ سے امن حاصل ہے''۔

جب سالک **من عرف نفسه فقد عرف ربه** کی طرف بڑھتا ہے۔تو **من عرف نفسه بالفناء** کا مقام حاصل کرتا ہے۔اس مقام سے فوری طور پر **من عرف ربه بالبقاء** کا مقام حاصل کرتا ہے اگر وہ اس مقام پر آتا ہے تو سالک نہیں رہتا بلکہ وہ اللہ کا ایک راز بن جاتا ہے۔

الغرض اے طالبِ شوق! جب سالک ایک راز بن جاتا ہے تو قلب کے ملک لازوال میں ایک نور خاص کا دیدار کرتا ہے تو وہ ایک پختہ مومن بن جاتا ہے۔ آیت کریمہ: ''اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ'' (الزمر ۳۹:۲۲، پارہ ۲۳) تو اللہ جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دے تو وہ اپنے رب کی جانب سے نوری بن جاتا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ'' (الانعام ۶:۱۲۵، پارہ ۸) تو اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا

چاہتا ہے تو اس کا سینہ تنگ اور خوب رُکا ہوا بنا دیتا ہے۔ گویا وہ کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

یعنی اے طالب اللہ سینہ بھی ایک اللہ کا راز ہے جس سے علمِ سینہ حاصل ہوتا ہے یہ وہ سینہ نہیں جس کو تو نے سینہ سمجھ رکھا ہے۔ بلکہ یہ وہ سینہ ہے جو خالص اللہ کی توفیق وہدایت سے اسلام کے لئے کھلتا ہے اور جس میں ایک نور نمودار ہوتا ہے اور جسے نورِ ایمان کہتے ہیں جب سالک اس نور تک پہنچتا ہے تو مسلمان مومن بن جاتا ہے۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ'' (الزمر ۳۹:۲۲، پارہ ۲۳) تو اللہ تعالیٰ جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نوری بن جاتا ہے۔

مومن کون ہے؟

وہ تیری ذات ہے جو نورِ ایمان میں غرق ہوتی ہے تو وہ اللہ کا آئینہ بن جاتی ہے اس لئے حدیثِ قدسی میں اہم اشارہ ہے، ''**المؤمن مرأة المومن**'' مومن، مومن کا آئینہ ہے جب مومن اس مقام پر آتا ہے تو حضرتِ خضر علیہ السلام کے مانند ہو جاتا ہے کہ جس کا قلب **قلوب المومنین عرش الله تعالیٰ** کے مصداق صاحب عرش اور کامل انسان بن کر **قلوب الانسان بيت الرحمن** کے تقاضے کو پورا کرتا ہے۔ اے طالب صادق یہ ہیں وہ اسرارِ قلب وسینہ اِن مقامات کو تو اپنے ظاہری قلب وسینہ سے کس طرح حاصل کرسکتا ہے۔ لہٰذا ارشادِ پاک ہے: ''مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ'' (الاحزاب ۳۳:۴، پارہ ۲۱) اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی اِنسان میں دو دل نہیں رکھے کیا معنی؟ یعنی قلب حقیقی کو چھوڑ کر

تو نے جس کو قلب سمجھ رکھا ہے وہ قلب نہیں بلکہ قلب حقیقی کچھ اور شئے کا نام ہے۔ جو صرف اور صرف توفیق خداوندی سے حاصل ہوتا ہے ان مقامات تک وہی سالک پہنچ سکتا ہے جس کے ہاتھ میں اسم اللہ ذات کی تلوار ہو اور یہ تلوار مُرشد کامل عطا کرتا ہے۔ جو ہر دم کلمۂ طیب **لاالہ الاالله محمدرسول الله** ﷺ کی میان میں رہتی ہے۔

مُرشدِ کامل کسے کہتے ہیں؟

کامِل اُسے کہتے ہیں جو ذات احدیت، صفت، صفاتِ امانت، واحدیت، قدرت، نوبت، ولایت، شفاعت، امامت، عبادت، ہدایت، معجزات، لاہوت ولامکاں کے علوم رکھتا ہو۔ اور ہر علم پر عامل ہو! مُرشد و پیر اُسے کہتے ہیں جسے کشف القلوب وکشف القبور حاصل ہو۔ اے طالب صادق کشف القلوب، وکشف القبور اللہ کا اک راز ہے۔ جسے مُرشدِ کامل سے حاصل کرنا چاہیے۔ جاننا چاہئے کہ مُرشد میں چار حروف ہوتے ہیں اور مذکورہ تمام علوم ان چار حرفوں سے حاصل ہوتے ہیں۔

مرشد: م۔ ر۔ ش۔ د

م: سے مراد مقام علم و عمل عطا کرنے والا۔

ر: سے ریاضت سے آزاد کر کے اسم اللہ ذات کی کنجی عطا کرے کہ جس سے ہر قفل غیب کھلتا ہے۔

ش: سے شہادت کا مرتبہ عطا فرمائے جو کہ محض توفیق خداوندی سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ جہاں ''**موتوا قبل ان تموتوا**'' مرنے سے پہلے مرجاؤ کا

تقاضہ مکمل ہوتا ہے۔

د: سے مراد دائمی ومقامات عطا کرواتا ہے جہاں پر کسی قسم کی رجعتِ نفس وابلیس کا فریب واقع نہیں ہوتا۔

مُرشد کیا ہے؟

مُرشد اللہ کا ایک خاص راز ہے اس لئے نبی کریم رؤف ورحیم احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا شیخ اپنے مُریدوں کے درمیان رسول کے مانند ہوتا ہے۔ نیز اِرشاد فرمایا مُرشد کا دیدار اللہ کا دیدار ہے یہ کیا راز ہے؟ کہ کسی بزرگ سے سوال کرنے پر اُس بزرگ نے فرمایا فرض جسے کہتے ہیں وہ پیر کا دیدار ہے اور سنت جسے کہتے ہیں وہ پیر کی خدمت ہے۔ اے طالب دیدار خدا! کیا تو جانتا ہے کہ پیر کا دیدار اللہ کا دیدار ہے میرے پیر کا دیدار میرے لئے لاکھوں کروڑوں حجوں سے افضل ہے۔ میرا پیر پیر دستگیر ہے وہ میرا ظاہر بھی ہے باطن بھی ہے۔ کیا کروں جس طرف نظر کرتا ہوں پیر ہی پیر نظر آتا ہے۔ تو کیا جانے کے میرا پیر دین کا زندہ کرنے والا ہے تو کیا جانے کے میرا پیر قلب بن گیا ہے میں اپنے قلب کی نافرمانی ہرگز نہیں کرسکتا کے میرے آقا ومولیٰ سرورِ کونین شفیع المذنبین ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**عصیت قلبی عصیت الله**'' میں نے اگر قلب کی نافرمانی کی گویا کے اللہ کی نافرمانی کی۔

مُرشد کامل کے علوم

مُرشدِ کامل وہ ہے جو اپنے مُرید کو لا یرید کرے اور اقرار باللسان اور

تصدیق بالقلب کی تحقیق سے کلمہ پڑھائے۔ اِس کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے علوم یعنی علم اللسان اور علم التصدی عطا کرے یعنی علم شریعت اور علم طریقت اور جب طالب ان دو علوم پر مکمل عمل کرتا ہے تو ایک تیسرا علم علم حق الیقین جاری ہوتا ہے جو تمام علوم کی اصل ہے اور اِس علم کے رکھنے والے کو عالم کہتے ہیں! جب طالب، علم کے درجہ میں آ جاتا ہے تو مرشد اسے عمل کی راہ اسم اللہ ذات کی روشنی میں طئے کرواتا ہے۔

یا مرشد خود اس کا ہاتھ پکڑ کر مرید کو اس کی اپنی ذات میں تبدیل کرتا ہے، اور یہی وہ ذات ہے جس کا سفر عین ذات کی طرف جاری ہوتا ہے۔ اے طالب صدق جاننا چاہیے کہ وہ مرشد ہی ہے جو طالب اللہ کو فنا فی اللہ سے بقا باللہ کی طرف رہبری کرتا ہے اور پھر محمدی ﷺ میں حاضر کر کے حضوری سے شفاعت و مقام عطا کرواتا ہے۔

مرشدِ کامل اگر ایسا میسر آ گیا
یوں سمجھ کہ تو نے بس اپنے خدا کو پالیا

(حضرت شاہ محمد ولی اللہ)

جب طالب اِس مقام پر آتا ہے تو سمجھو ''جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط'' (بنی اسرائیل ۱۷:۸۱، پارہ ۱۵) ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا'' کہ مقام پر آ جاتا ہے۔ اور مرید اپنے مراد و مقصود کو پالیتا ہے۔ مذکورہ مراتب تمام کے تمام کلمۂ طیب **لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ** سے جاری ہوتے ہیں اور اگر کلمۂ طیب کو درمیان سے نکال دیا جاتا ہے تو فقط اک ذات مطلق کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے۔

مرید کسے کہتے ہیں؟

جو ازلی سعید ہو اور جس میں لا یرید ہونے کا مادہ رکھا ہوا ہو۔ مرید وہ ہے جو تن من دھن کو مرشدِ کامل کے حوالے کر کے خود کو ان آفات سے محفوظ رکھ سکے۔ اے طالب خدا یہ تیرے ظاہری تن کے ساتھ مہلک آفات لگے ہیں کہ پیر جس کو لے کر تجھے تیرا حقیقی تن عطا کرتا ہے۔ من جس کو تو نے دل سمجھا ہے وہی تیری خواہشات کی دنیا کا سرچشمہ ہے یعنی یہ دنیا اور کچھ نہیں تیرے دلی خواہشات کی تصویر ہے کہ جس کی محبت میں تو گرفتار رہتا ہے غور کر اگر یہ دنیا تیرے باہر کی چیز ہوتی تو تو خود سے زیادہ کیوں چاہتا؟ یہ دنیا تیرے اندر ہی کی چیز ہے کہ جس کی جدائی تو برداشت نہیں کرتا اس لئے پیر کامل مُرید کے من کو بھی لیکر مرید کو من کی دنیا سے آزاد کرتا ہے اگرچہ وہ پرائی چیز ہے مگر تیری دنیا سے تعلق رکھتی ہے یعنی یہ تیری دنیا کا دوست ہے جس سے تو محبت کرتا ہے۔ پیر کامل اس کو بھی اپنے قید میں لے کر اپنے مرید کو دوست اور دوستی کی قید سے آزاد کرتا ہے۔ تا کہ مرید لا یرید ہو کر اپنے مقصود تک پہنچے۔

فصل ہشتم

اے طالبِ صادق جاننا چاہیے کہ مذکورہ تمام درجات کلمۂ طیب **لاالــہ الااللہ محمّدرسول اللہ** سے حاصل ہوتے ہیں۔کلمۂ طیب **لاالہ الا اللہ محمدرسول** کیا ہے تمام علوم واسرار کا سرچشمہ ہے۔

علم کیا ہے؟

علم ایک نقطہ ہے۔ لہٰذا ارشاد فرمایا: مولائے دوجہاں نبی کریم رؤوف الرحیم انیس الغریبین رحمت اللعالمین نے''**العلم نقطة و کثرتها للجهال**'' یعنی علم ایک نقطہ ہے جس کی کثرت جاہلوں کے پاس ہے۔ یہ کیا راز ہے وہ نقطہ کیا اور کہاں ہے؟ کہ جس کو حاصل کرنے سے تمام علوم حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ نقطہ کیا ہے پہچان۔ جو ظاہر ہوا تو علم ظاہر حاصل ہوتا ہے۔ جو باطن ہوا تو علم باطن حاصل ہوتا ہے ورنہ یہ کثرت علم اصل نقطہ کی ناشناسی سے جہل میں تبدیل ہوتی ہے اور یہی وہ نقطہ ناشناس کثرت علم ہے جو علمائے ظاہر کو ۷۲ رہبتّر فرقے بنانے کی جہالت میں گمراہ کیا اور گمراہ گر پیروں کو کلمہ طیب میں دو کفر اور چار شرک موجود ہونے کا دعویٰ کروایا۔

الغرض اے طالب شوق! جب سالک اک راز بن جاتا تو قلب کے ملک لازوال میں اک نورِ خاص کا دیدار کرتا ہے تو وہ ایک کامل مومن بن جاتا ہے کہ آیۃ کریمہ: ''اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ'' (الزمر ۳۹:۲۲)

42

میں جسے چاہتا ہوں اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہوں اور اس میں اک نور کو نمودار کرتا ہوں۔

اے طالبِ صادق پہچان! اس نقطے کو پہچان کہ تجھے علم ضروریاتِ دین کے سوا کثرتِ علم کی ضرورت ہی نہ رہے اور علم باطن میں علم دیدار کے سوا تجھے کچھ بھی یاد نہ رہے تاکہ تو منزل مقصود تک پہنچ جائے ورنہ علم میں مقید ہو جائے گا اور علم کی قید سے رہائی دشوار ہو جائے گی۔ اس لئے تجھے چاہیے کہ علم کو علم ہی میں چھوڑ کر مسافت طئے کرے۔ یعنی ایک تیرا اپنا ہونے کا بوجھ دوسرا علم کا بھاری بوجھ تو کس طرح اٹھا پائے گا جب کہ ابلیس جیسا پہلوان نہ اُٹھا سکا۔

علم دیدار کیا ہے؟

یہ وہ علم ہے جس سے ''**الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب**''موت وہ پل ہے جو اک دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔ جس سے مرتبہ''**موتوا قبل ان تموتوا**'' حاصل ہوتا ہے۔ علم دیدار وہ ہے جو فنا سے غرق توحید کرتا ہے۔''**فهم من فهم**'' حدیث پاک ہے:''**لاتکلموا کلام الحکمته عندالجاهل**'' کہ حکمت والا کلام جاہلوں کے روبرومت بیان کرو۔

جاہل کون ہے؟ جو نقطے کی اصل کو اپنی اصل سے نہیں پہچانتا وہ جاہل ہے خواہ وہ عالم میں عالم ہی کیوں نہ مشہور ہو۔

اے طالب صادق کیا تو جانتا ہے علم دیدار کا وہ نقطہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے! یہ نقطہ مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ علم مراقبہ کیا ہے؟ جو علم مراقبہ نہیں جانتا اور

اپنے آپ کو پیر کہتا ہے وہ اوّل درجہ کا کاذب و مکار ہے۔ مراقبہ اللہ جل وشانہٗ کا اک راز ہے جو محض مرشد کی عطا اور توفیق خداوندی سے حاصل ہوتا ہے۔

مراقبہ کیا ہے؟

مراقبہ موت سے زیادہ سخت ہے جس کا ہر کوئی متحمل نہیں ہوسکتا ہے۔ مراقبہ سے فنا حاصل ہوتی ہے۔ فنا سے توحید! اور اس کی اصل **لاالٰہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ** ﷺ ہے۔

اے طالب صادق اس دور پرفتن میں جب سجادہ نشیں گدی نشیں آباء واجداد کے وارثین خلافتوں کے چوغے پہن پہن کر کلمہ طیب **لاالٰہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ** ﷺ میں کفر وشرک ڈھونڈنے لگے ہیں اور علم ناشناس قصہ خواں پیروں کی بہتات ہوگئی کہ جاہل پیروں نے تعویذ بازی کا نام خلافت رکھ لی ہے اور خلافتِ باطنی کو بدنام کرنا شروع کر دیا تو احسان مانئے ظاہری وشرعی علمائے دین کا کہ جنھوں نے خلافتِ ظاہری کا منصب سنبھالا اور عام مسلمانوں کو اہلِ سنت والجماعت سے وابسطہ رکھا اور لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچالیا۔ ورنہ نام نہاد جاہل پیر الحاد و زندقہ کا نام اسلام رکھ دیتے۔

مرشد کامل کے فرائض

مرشد کو چاہئے کہ اپنے مرید کے وجودِ ظاہر کو شریعت مطہرہ کے نور سے پختہ کرے تاکہ وہ ظاہر وجودِ محمدی ﷺ سے توفیق و ہدایت قبول کرنے کے لائق ہوجائے۔ جب مرید ظاہراً اُمتِ محمدی ﷺ ہونے کا مکمل شرف حاصل کرلے

یعنی نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ ﷺ کے نقش قدم پر قائم رکھے تو یقیناً ذکر و اذکار کی تعلیم دینا چاہیے۔

یادرکھنا چاہیے سلسلۂ قادریہ میں اذکار سات اقسام پر منقسم ہیں:

(۱) ذکراللہ (۲) ذکرِللّٰہ (۳) ذکرلہٗ (۴) ذکرھُو

(۵) ذکرسرِھو (۶) ذکرِھوالحق (۷) ذکرلاالٰہ الااللہ محمدرسول ﷺ

مذکورہ ساتوں اقسام کے اذکار سے طالب کے ساتوں وجود ہر قسم کی کثافت سے پاک ہوجاتے ہیں۔

اگر پیر کامل چاہے تو یہ ساتوں اذکار سات دنوں میں عنایت کرکے بیک وقت وجود میں جاری کرکے ذکر واذکار سے رہا کر دیتا ہے اور جب یہ کیفیت طاری ہوتی تو طالب کا قلب ہی نہیں پورا وجود جاری ہوجاتا ہے۔ پھر پیر کو چاہیے کہ مرید کو علم تصور عطا کرے۔ تاکہ مرید پردۂ 'ت' اٹھا کر صور یعنی صورت دیکھ سکے! کس کی صورت، کیسی صورت، یہ اپنے پیر سے پوچھنا چاہیے۔ اگر پیر علم تصور نہیں رکھتا ہو تو ''طالب الدنیا مؤنث'' اس حدثِ پاک کی مصداق وہ عورت ہے جس کو مقامِ مرد حاصل نہیں! یادرکھو اگر اس پیر کے ہاتھ بیعت کروگے تو نہ ادھر کے رہوگے نہ اُدھر کے رہوگے۔

نہ خدا ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اگر پیر کامل ہے تصور سے توجہ عطا کرتا ہے جس سے مرید کو ایک صورت حاصل ہوتی ہے اور یہ صورت ایک راز ہے جس کو ہر کسی پر فاش نہیں کیا جاسکتا سوائے مریدِ صادق کے۔ توجہ سے تصرف حاصل ہوتا ہے اور جب اس مقام پر

مرید آ جاتا ہے تو ظاہر و باطن ایک ہو جاتے ہیں۔

تصورِ شیخ کیا ہے؟

سالک جب راہِ سلوک الی اللہ میں خود کی اور خلق کی نفی کر کے لا الہ کہتا ہے تو سب کچھ لا ہو جاتا ہے نہ خود ہوتا ہے نہ خلق! بس اللہ! ہی اللہ ہوتا ہے اس راہ میں نہ سالک خود ہوتا ہے نہ خلق تو یہ تصورِ شیخ کیا ہے؟

کیا یہ وہی ہے جس کی عام مریدوں کو تاکید کی جاتی ہے کہ تم میرا تصور کرو! یا میری تصویر یا عکس کا! اگر فی الحقیقت یہی وہ تصورِ شیخ ہے تو ثابت کرے کہ سالک جس راہ میں ہوتا ہے وہاں نہ وہ خود ہوتا ہے نہ کوئی مخلوق تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مخلوق شیخ کا وہ تصور جو خود مخلوق کی تخلیق ہے وہ کیسے اور کس طرح ثابت ہو سکتی ہے جب کہ اس راہ میں سالک لا الہ کے نیچے ہر چیز کی نفی کر چکا ہے اور اگر تاویل کے ساتھ کوئی ثابت کرے کہ فی الواقعہ تصورِ شیخ اُسی کو کہتے ہیں جو یہ مریدوں کو تعلیم کرتے ہیں کہ تم میرا تصور کرو کے اس قول پر لاکھ خموش رہنے کی کوشش کی جائے پھر بھی دل تو اس تصورِ شیخ کو شرکِ خفی ہی تسلیم کرے گا۔

اے طالب صادق وہ تصورِ شیخ کیا ہے؟ جو صوفیانِ کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کی اصطلاح میں مشہور ہے! جاننا چاہیے وہ تصورِ شیخ سرِّ خداوندی ہے جس کا دیدار ایک لاکھ حجِ کعبہ سے افضل ہے! جس کا دیدار کلمۂ طیب کا دیدار ہے۔ جس کا دیدار اللہ کا دیدار ہے اور اس شیخ باطن کے بغیر نہ راستہ ہے نہ منزل، اس مقام تک پہنچنے کے لئے کامل شیخ کا حاصل کرنا عین تقاضائے کلمہ طیب لاالہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ ہے۔ اگر یہ نہیں تو وہ نہیں! جانور کی طرح پیدا ہوا جانور

ہی کی طرح مر جائے گا۔ پیر کامل تیرے ظاہر و باطن کو ایک کر کے ایک ہو جاتا ہے پھر تو جہاں دیکھے گا پیر ہی پیر نظر آئے گا۔ تو اگر صرف پیر ظاہر و باطن سے جنتوں کے مالک کا دیدار و قرب نصیب ہوتا ہے۔ اسی لئے آقائے نعمت ﷺ کا ارشاد ہے: ”من له المولیٰ فله الکل “یعنی جس کا اللہ ہو گیا سب کچھ اس کا ہے۔

اور لِلّٰہ! کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کی تحقیر کر رہا ہوں بلکہ قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی خالص تحقیقات کو پیش کر رہا ہوں تا کہ مخلوق خدا اس راہ میں گمراہ ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ مذکورہ اقوال کے رموز مرشد کامل سے سمجھنا چاہیے۔

جاننا چاہیے اگر تصورِ شیخ ہی غلط ہو تو سب کچھ غلط ہو جائے گا اگر اس تصور شیخ سے فنا فی الشیخ ہو گیا تب بھی یہ کھلا ہوا شرک ثابت ہوتا ہے کہ اب آگے رہ کیا گیا؟ جو تو فنا فی اللہ کی تمنا کرے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا راہِ حق میں خلق نہیں اور راہِ خلق میں حق نہیں۔ (عقلمند را اشارہ کافی است)

نہیں! نہیں!! تصورِ شیخ وہ نہیں جس پر تو اڑا ہوا ہے بلکہ تصورِ شیخ وہ ہوتا ہے جو تجھے لاالہ کی نفی کا کمال عطا کر کے الا اللہ کی معرفت عطا کرے لاالہ کی نفی میں ہی تصورِ شیخ کا راز ہے!

ارشادِ محمدی ﷺ ہے کہ ”الرفیق ثم الطریق “ پہلے رہبر حاصل کرو پھر راستہ چلو لہٰذا ان رموز کو جاننے سے پہلے کامل رہبر تلاش کرنا چاہیے۔ پھر راستہ اور سفر آسان ہو جائے گا۔

حاصلِ بحثِ کُل

اے طالبِ صادق جاننا چاہیے کہ اب تک کی جو بحث اس فقیر نے کی ہے

جو کلمۂ طیب کے علوم سے تعلق رکھتی ہے جس میں ہر طرح سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ کلمہ طیب **لاالہ الاالله محمدرسول الله** ﷺ ہر لحاظ سے طیب وطاہر ہے۔ جو کلمہ گو کو ہر مغلظات سے آزاد و پاک کرتا ہے۔

کلمۂ طیب کے ظاہر سے انسان کو توحید استدلالی حاصل ہوتی ہے اور کلمۂ طیب کے باطن سے توحید ذات وتوحید مطلق حاصل ہوتی ہے۔

کلمۂ طیب کے ظاہر سے نورِ عقل حاصل ہوتا ہے اور نورِ عقل سے نورِ علم حاصل ہوتا ہے۔ عقل علم کی دلیل ہے اور علم عقل کا ثبوت! جب یہ دونوں ایک ہوجاتے ہیں تو توحید استدلالی کا ظہور ہوتا ہے کہ جس سے طالب کا وجودِ ظاہر، وجودِ ظاہری محمدی ﷺ کا پرتو بن جاتا ہے اور جس کو وجودِ شریعت مطہرہ کہتے ہیں۔

کلمۂ طیب کے وجودِ باطن سے توحید ذات وتوحید مطلق کا ظہور ہوتا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم آخری فصل میں کلمۂ طیب **لاالہ الا الله محمدرسول الله** میں موجود دو جملوں کے تعلق سے کریں گے۔

اے طالب صادق یادرکھنا چاہیے کہ تصوف کی اصطلاحیں اس قدر عام فہم یا معمولی نہیں کہ جس کو ہر کوئی تعلیم یافتہ باآسانی سمجھ سکے۔ یا کتب تصوف اس قدر سلجھے ہوئے بھی نہیں ہوتے کے اک عام قاری جس سے اپنی پسند کے مطابق ترتیبی مضامین ومفاہیم حاصل کر سکے۔ بلکہ علم تصوف پر مبنی ہر کتاب میں اک اُلٹ پھیر ہوتا ہے۔ جس سے اک عام آدمی کے بھٹکنے کا اندیشہ رہتا ہے اور صاحب عقل سلیم معانی حاصل کر لیتا ہے۔

یا اک عام قاری ایک مضمون کی بار بار کی تکرار سے تنگ آکر کتاب رکھ دیتا ہے یا اسے عقل سلیم حاصل ہوجاتی ہے کہ جس سے وہ ہر تکرار میں اک نئے راز کو

پاتا ہے اور اشتیاق کا نور نمودار ہوتا ہے۔ لہٰذا یادرکھنا چاہیے کہ جس کو پیر کامل حاصل نہیں اس کے لئے میری یہ کتاب پیرِ کامل کا درجہ رکھتی ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ سے قاری تلمیذ الرحمٰن کے درجے پر فائز ہوجائے گا۔

فصل آٹھویں

اے طالب خدا! پچھلی فصل میں علم کے تعلق سے ایک مختصر بحث کی ہے جس سے توحید استدلالی حاصل ہوجاتی ہے! وہ کونسا راستہ ہے جس سے توحید مطلق حاصل ہوتی ہے؟ اس راہ کا نام ہے عشق! عشق نہ علم کا محتاج ہوتا ہے، نہ عقل کا نہ ثبوت کا محتاج، نہ دلیل کا بلکہ عشق ہر قید سے آزاد ہوتا ہے۔ یادرکھنا چاہیے جہاں تھوڑا سا دین مل رہا ہو تمام مال دے کر حاصل کرنا چاہیے۔ جہاں ایمان میسر ہوتا ہے جان کے عوض حاصل کرنا چاہیے۔ جہاں تھوڑا عشق حاصل ہو تمام دین وایمان کے عوض حاصل کرنا چاہیے! یہ وہ کھوئی ہوئی دولت عظمیٰ ہے جس کو صرف ازلی سعید حاصل کرتے ہیں۔

عشق کیا ہے؟

آگ ہے کہ جس میں جلنا ہر کس وناکس کا کام نہیں کہ یہ بوجھ صرف مردِ کامل اُٹھا سکتا ہے نہ کہ مردِ ناقص۔ عشق وہ ہے جو سانس لینا بھی دشوار کردیتا ہے۔ نہ عاشق جی سکتا ہے نہ مر سکتا ہے، نہ ہنس سکتا ہے، نہ رو سکتا ہے، نہ آہ کر سکتا ہے۔ عبرت کے کوڑے اُس پر ہمیشہ برستے رہتے ہیں۔ یہ وہ آگ ہے جو جلا کر راکھ کردیتی ہے اور راکھ بھی اتنی سرد کہ جیسے برف! عشق اللہ کا اک ایسا راز ہے جس کو

بیان کرنے کے لئے نہ عقل ہے، نہ علم ہے، نہ حرف والفاظ ہیں، نہ کتاب ولغات۔

اے طالبِ صادق جاننا چاہیے جو مرشد اس راز سے واقف نہیں یا جو اس راہ وکوچے کا پتہ نہ دے وہ پیر ناقص ہے کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

فصل نہم

اے طالبانِ خدا! کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں صرف دو ہی جملے ہیں: (۱) **لاالہ الا اللہ** (۲) **محمد رسول اللہ** ﷺ۔ یہی وہ دو جملے ہیں جو آدم علیہ السلام کی خلافت، بشر کی بشریت، انسان کی انسانیت، انبیاء علیہم الصلوٰات کی نبوت، مُرسلین عظام علیہم السلام کی نبوت ورسالت، کُل مخلوقات کی خلقت کُل موجودات کی حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ یہی وہ پاک ترین کلمات ہیں جو کُل موجودات کے، ظاہر وباطن کا احاطہ کئے ہوئے ہیں یعنی کلمہ طیب کا حصہ اول لا الہ الا اللہ کُل موجودات کے بواطن کو گھیرے ہوئے ہے، اور دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ﷺ کل موجودات کے ظواہر کو گھرے ہوئے ہے کلمۂ طیب کے حصہ اول سے باطنی صراط مستقیم حاصل ہوتی ہے اور دوسرے حصے سے ظاہری صراط مستقیم حاصل ہوتی ہے۔

اور سالک جب ظاہر شریعتِ مطہرہ میں درجۂ کمال حاصل کر لیتا ہے تو ظاہر صراط مستقیم باطن مستقیم میں ضم ہو جاتی ہے۔ کہ جس سے سالک کو اقرار باللسان سے تصدیق بالقلب کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو سالک نورِ ایمان سے منزہ ہو کر مومن اور مومن کا آئینہ بن جاتا ہے۔

اے طالب صادق، آ کہ ہم کلمۂ طیب کے دو جملوں میں سے جملۂ اول کے اسرار ورموز سے معرفت الا اللّٰہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر **وما توفیقی الا باللّٰہ** کی توفیق کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا الغرض کلمۂ طیب **لاالہ**

الا اللہ کیا ہے؟ یہ کلمۂ توحید ہے جس کے اقرار کے بغیر نہ دین حاصل ہوتا ہے نہ ایمان۔

اے عزیز توحید کے دو درجات ہیں ایک توحید استدلالی جو اقرار باللسان ہے یعنی یہ شریعتِ مطہرہ کی مکمل پیروی سے حاصل ہوتی ہے کہ جس کی وضاحت ہم پچھلی فصل میں کر چکے ہیں۔ پھر بھی ہم اختصار کے ساتھ جان لیں تاکہ اگلے مفہوم کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ لہٰذا نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من رانی فقدر أالحق'' جس نے مجھے دیکھا اُس نے اللہ کو دیکھا سبحان اللہ کس قدر حیرت انگیز راز ہے کہ جس کو افشاء کرنے کے لئے قلم میں وہ جرأت کہاں سے لاؤں؟ اِس راز کو پیر کامل سے سمجھنا چاہیے۔ المختصر! یہ وہ مقام ہے جو نبی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے سرورِ کونین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد ﷺ کے دو قدم ہیں یعنی ایک قدم شریعت مطہرہ اور دوسرا معرفت الا اللہ ہے۔ ایک قدم ظاہر ہے اک قدم باطن ہے۔ اے سالک ہم نبی کریم ﷺ کی امت ہیں اور اُمت کے معنی ہیں پیروی کے معنی ہیں آپ کے قدم بہ قدم چلنے کے ورنہ سالک اپنی تخلیق کے مقصد کو یعنی ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝'' (الذریٰت ۵۱:۵۶) نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر (اپنی عبادت کے لئے) کو پورا کرسکتا ہے نہ مقام ای لیعرفون یعنی عبادت سے مراد اللہ کی پہچان ہے۔ تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

الغرض کلمۂ طیب سے جو توحید ظاہر ہوتی ہے۔ اُسے توحید استدلالی کہتے ہیں اس توحید کے بغیر سالک نہ راستہ حاصل کرسکتا ہے۔ نہ مقام اور توحید استدلالی

حاصل ہوتی ہے ظاہر قدم محمدی ﷺ پر ثابت رہنے سے۔ لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط'' (آل عمران ۳:۳۱، پارہ ۳) اے نبی کریم ﷺ آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ کو محبوب بنانا چاہتے ہو تو تم میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (سمجھدار کو اشارہ کافی ہے) کہ اگر تم عشقِ نبی کریم ﷺ میں کامل نہیں ہو تو نہ دین کامل ہوسکتا ہے نہ ایمان!

پس واضح ترین مرادِ خداوندی یہ ہے کہ انسان قول، فعل، عمل اور دلائل سے مکمل ایمان کے نور میں ڈھل کر خود کو قلب کے حوالے اور قلب کو نبی کریم ﷺ کے حوالے کردے تاکہ مومن آپ ﷺ کے فیضان سے کمال مراتب کا لامحدود مشاہدہ کرسکے اور فنافی اللہ ہو جائے۔

اے طالبِ صادق کلمۂ طیب کا پہلا حصہ جس سے توحید ذات و توحید مطلق حاصل ہوتی۔ آ کہ ہم اس جملۂ پاک میں پوشیدہ اسرار کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب سالک راہِ سلوک میں لا کہتا ہے تو جاننا چاہیے کہ لا کے نیچے ہر وجودِ غیر اللہ کی نفی کرتا ہے اور الٰہ کہتا ہے تو حق عبادت و معرفت ادا کرتا ہے جب الا اللہ کہتا ہے تو مقام ازلی مقامِ احدیت اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ مرتبہ احدیت کا راز مرتبۂ وحدت میں پوشیدہ ہے اور وحدت حقیقت محمدی ﷺ کو کہتے ہیں۔

توحید کیا ہے؟ سلطان العارفین امام المحققین حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ علم توحید حق کی توحید کے وجود سے جدا ہے اور حق کا وجود علم سے جدا! توحید کیا ہے؟ توحید خدا کا جاننا اور اس کی ذات قدیم کو وحدت سے

پہچانا ہے۔ اور توحید کا انکار خدا کا انکار ہے۔ حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں راہِ حق میں خلق نہیں اور راہِ خلق میں حق نہیں اس راز کو مرشدِ کامل سے سمجھنا چاہیے۔

پس ایک ہے شرع توحید اور ایک حق توحید شرعِ توحید بحرِ نبوت ہے اور حق توحید بحرِ محیط ہے یعنی ان اللہ علی کل شئی محیط۔

شرع کی راہ آلات پر منحصر ہے یعنی علم، عقل، سمع، بصر قال، تحقیقِ حال وغیرہ۔ اور یہ آلات تمام اثبات چاہتے ہیں اور تیرا اثبات ہی شرک سے نسبت رکھتا ہے اور توحید کیا ہے کہ ہر طرح کے شرک سے منزہ ومبراء ہے کہ تیرا ہونا ہی وہ ہونا ہے جس سے شرک کی بو آتی ہے۔

اللہ محفوظ رکھے کہ ایمان شرک کے بازار سے گذر رہا ہے۔

شرعِ توحید اگر چراغ ہے حق توحید آفتاب ہے موجود مگر عدم میں، تو کہاں نور چراغ کہاں نورِ آفتاب! شرعِ توحید نسخ ہوسکتی ہے مگر حق توحید نسخ پذیر نہیں۔ زبان نسخ پذیر ہے کہ قلب سے منسوخ ہوجاتی ہے اور جب مردِ خدا مقامِ قلب میں پہنچتا ہے تو زبان گونگی ہوجاتی ہے اور قلب سے منسوخ ہوجاتا ہے اس وقت مردِ خدا کا کلام منہ الیہ ہوتا ہے۔ (اُسی کی اُس طرف ہوتا ہے) جس طرح حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے انا الحق کہایا حضرت سرکار بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سبحانی مااعظم شانی'' میری ذات پاک ہے اور میری شان عظیم ہے کہا۔ بحث عین میں نہیں بلکہ صفت میں ہے اور صفت بدل سکتی ہے مگر عین نہیں بدلتا کہ جس طرح پانی پر دھوپ غالب آئی پانی گرم ہوا صفت بدل گئی عین پانی نہیں بدلا۔

پس ہر کس وناکس کی کیا مجال کہ صحرائے وجود میں قدم رکھے یعنی ہر کسی کا وجود توحید کی شناخت کو قبول نہیں کرتا'' اثبات التوحید، فساد فی التوحید'' یعنی توحید کا ثابت کرنا ہی توحید میں فساد ہے۔ جو شخص خود کے ہوتے وجود حق کو ثابت کرتا ہے وہ اپنے شرک پر خود گواہ ہے اور جو وجودِ حق کے ہوتے اپنی ہستی کو ثابت کرتا ہے وہ اپنے کفر پر خود مہر کرتا ہے۔ جو شخص حق کے سامنے خود کی ہستی کو دیکھا وہ کافر ہے اور جو حق کی موجودگی میں اپنی ہنسی کو ڈھونڈتا ہے اسے پہچان ومعرفت حاصل نہیں یعنی جس نے خود کو دیکھا اس نے حق کو نہیں دیکھا اور جس نے حق کو دیکھا اس نے خود کو نہیں دیکھا۔ اس لئے توحید وہ ہے جو عالم قدس میں گفت وشنید سے پاک ہے۔ عبارات واشارات، دید، وصورت، خیال ووہم، عقل وحیات، کیا ہیں کہ یہ لوثِ بشریت ہیں اور معرفتِ توحید لوثِ بشریت سے پاک ہے۔

خلقت کیا ہے؟

قدرت میں نمودار اور حق توحید میں غائب! خود کا انکار بھی مشکل ہے کہ قدرت کا انکار ہے اور قدرت کا انکار کفر ہے! خود کا اثبات بھی مشکل ہے کہ توحید میں فساد ہے۔

صورتِ اثبات ہے نہ صورت نفی، مثبت بھی ہے اور منفی بھی۔ قدرت ہم کو بناتی ہے اور توحید مٹاتی ہے کہ راہِ حق میں ''موا تو قبل ان تموتوا'' اسے گذر کر نیست ونابود ہوجانا بہتر ہے مگر اس نسبت سے کہ تجرید اور توحید پر نظر ہو! اے طالب صادق منزل ہو یا وقوف اپنا مشرف ومقصد بنالینا چاہیے۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی توحید کی خبر عبارت میں

دے وہ ملحد و گمراہ ہے! جو اس طرف اشارہ کرے وہ دو خداؤں کو ماننے والا مشرک ہے اور جو اس کی جانب ایماء کرے وہ بُت پرست ہے اور وہ جو اُس کی بات کرے وہ غافل ہے اور جو اُس سے خاموش رہے وہ جاہل ہے اگر کوئی گمان کرے کہ وہ اس تک پہنچ گیا وہ لاحاصل ہے جو قرب کا اشارہ کرے وہ دور ہے جو خود سے پاتا ہے وہ گم گشتہ ہے اور جو وہم و خیال سے ٹٹولے اور عقل سے تولے وہ من گھڑت ہے۔

اے طالب! توحید موحد کے لئے جمالِ احدیت کا حجاب ہے۔ یہ اُن کے لئے ٹھیک نہیں جو اس کو اپنے آپ سے طلب کرتے ہیں۔ اور جن کو توفیق الٰہی اس مقام تک پہنچا دیتی ہے ان کا سفر اُس فقر کی جانب ہوتا ہے کہ جس کے تعلق سے نبی کریم ﷺ سرور کونین محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا: ''**الفقر فخری و الفقر منی**'' یعنی فقر میرا فخر ہے کہ یہ مجھ سے ہے۔ اور جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو فقط اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔ پس فقر کے اس مرتبے پر وہی پہنچ سکتا ہے جو ازلی سعید اور موحد ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں اگر تو بالتنزیہہ کہتا ہے تو قید لگاتا ہے اور قید لگانا کفر ہے۔ اور اگر تو بالتشبیہ کہتا ہے تو محدود کرتا ہے تو محدود کرنا بھی کفر ہے۔ اگر تو دونوں میں کہتا ہے تو تو اللہ کی توفیق و ہدایت سے اُس راز کو حاصل کرتا ہے کہ جس کے لئے تیری تخلیق ہوئی ہے۔ جو دو کہتا ہے وہ مشرک ہے اور جو فرد کہتا ہے وہ موحد ہے۔۔۔۔۔ بس تشبیہ سے بچنا چاہیے اگر تو خود سے جدا کہتا ہے اور تنزیہہ سے گریز کر اگر تو خود سے ماوراء جانتا ہے۔

اے سالکِ راہِ سلوک تو وہ نہیں ہے! تو عین وہی ہے! جس کو تو عین امور

کی شرح میں محیط دیکھتا ہے۔

بعض صوفیان کرام علیہ الرحمۃ و الرضوان نے فرمایا کہ توحید کے لئے زبان ہے نہ مخاطب! یہی وہ مقام تھا کہ جہاں حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''**انا قول و انا اسمع هل فی الدارین غیری**'' میں کہتا ہوں! میں سنتا ہوں، اور میرے سوا دونوں جہان میں کون ہے؟

جملہٴ لا الٰہ الا اللہ کیا ہے؟

یہ کلمہٴ توحید ہے۔ توحید کیا ہے؟ جس نے اُس سے اُسی کی توحید کی! اُس نے توحید نہیں کی! جس نے اپنے ذریعے توحید کی اُس نے اپنے نفس کی توحید کی! اور جس نے اپنے نفس کی توحید کی اس نے کفر کیا۔

توحید کیا ہے؟

توحید میں ہوں اور متکلم حق! توحید یہ ہے کہ تو اُس میں غائب ہو جائے وہ تجھ میں۔ جب کہیں سالک ''**انا اقول انا اسمع**'' کے مقام تک پہنچتا ہے۔ اے عزیز تو اس طرح غائب ہو جا جیسے بسم اللہ میں الف!

توحید کیا ہے؟ احکام کا ثابت کرنا اور ذات سے معانی کا نفی کرنا۔ توحید حیرت ہی حیرت ہے! توحید علم نہیں عین ہے کہ علم سے عین کو پکڑ اور لام میم کو چھوڑ دے۔ جس نے اسے علم جانا اس کے لئے توحید نہیں! اور جس نے دیکھا اس نے توحید کو پہچانا۔ یہاں کس کی مجال ہے کہ توحید کو پہنچانے! اس مقام پر بس وہی پہونچتا ہے! جس کو اللہ نے توفیق عطا کیا ہو۔

اے طالب خدا! توحید کو توحید ہی میں بھول جانے کا نام توحید ہے کہ جس سے تجھے جلال خداوندی کا مشاہدہ اس قدر حاصل ہو کہ تیرا قیام جلال واحد کے ساتھ ہو۔

یہ جلال خداوندی کیا ہے؟

یہ عشق خداوندی کی آگ ہے کہ جس کو تو نہیں سمجھ سکتا اگر پیر کامل میسر نہیں تا کہ تو ہر تعلق و نسبت سے بے نیاز ہو جائے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**ما فی جُبّتی الا اللّٰہ**'' میرے کُرتے میں صرف اللہ ہے! نیز ارشاد فرمایا: ''**الفقیر لایحتاج الی نفسه و لاالی ربه**'' فقیر وہ ہے جو نہ اپنے آپ کا محتاج ہو نہ رب کا! اس مقام پر دوئی موجود کا وہم فنا ہو جاتا ہے! یاد رکھنا چاہیے کہ یہ مقام محض اللہ کی توفیق اور کامل فقیر کی رہبری سے حاصل ہوتا ہے۔ اے طالب اللہ آ کہ میں کامل پیر بھی ہوں کامل فقیر بھی! میں اللہ کے رازوں میں سے اک راز ہوں جس کو تو نہیں جانتا ورنہ میں بے نیاز ہوں۔

جاننا چاہیے کہ یہ تمام مراتب کلمۂ طیب سے حاصل ہوتے ہیں کہ جس سے مقامِ اطاعت و عبادت کا راز کھلتا ہے ورنہ تو حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی کیا تاویل کرے گا کہ آپ نے ارشاد فرمایا، میں اس خدا سے بیزار ہوں کہ جو میری طاعت و عبادت سے خوش اور گناہ سے ناخوش ہوں! وہ خدا ہی کیا جو میرے اختیار میں ہو، اور میں جسے جیسا چاہے ویسا بنالوں یعنی طاعت سے خوش اور گناہ سے ناراض۔

اے طالب صادق اس لئے صوفیان کرام نے فرمایا: ''**لایذکر اللّٰه ولایری اللّٰه الا اللّٰه**'' یعنی خدا ہی خدا کو یاد کرتا ہے خدا ہی خدا کو دیکھتا ہے، اور نہ مخلوق کی کیا مجال کہ غیر مخلوق کا ذکر کرے اور دیکھے! حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جب اس مقام پر آئے تو ارشاد فرماتے ہیں:

کہ اللہ جل شانہ باطن و غیب ہے غائب کا ذکر غیبت ہے اور غیبت حرام ہے اور اگر ظاہر و حاضر ہے تو ظاہر و حاضر کے مشاہدے کے بعد اس کا نام لینا ترکِ ادب و حرمت ہے۔

اے طالبِ خدا حضرت ''**انا مدینة العلم و علی بابها**'' کے باب اقدس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ اللہ جل وشانہٗ کو آپ نے کس چیز سے پہچانا؟ آپ نے جواب میں فرمایا اللہ جل وشانہٗ نے مجھے خود اپنے فیض و فضل سے اپنا آشنا بنایا کیونکہ وہ حق تعالیٰ ہے جس کی نہ کوئی مثل نہ مثال ہے، نہ کسی صورت سے پہچانا جا سکتا ہے، نہ کسی خلق کے وہم و قیاس میں آ سکتا ہے وہ بعید ہے۔ مگر قریب ہے، قرب کے باوجود بھی بعید ہے، وہ تمام اشیاء کے اوپر ہے، نہ کسی کو اس کے نیچے کیا جا سکتا ہے، نہ وہ کسی شئے کی طرح ہے، نہ کسی شئے سے ہے اور نہ کسی شئے کے ساتھ قائم ہے وہ ہر جہت سے پاک ہے کہ ایسا ہے، یا ایسا نہیں اور کوئی شئی اس کی غیر نہیں۔

سبحان اللہ! حضرت محقق العارفین اُستاذ العلماء جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اس کلامِ عرفانی کی تشریح کرے گا اسے ملحد قرار دیا جائے گا۔

عارفِ طریقت و حقیقت حضرتِ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ جل وشانہٗ نے عارف کو باطن میں اک آئینہ عطا فرمایا ہے کہ جب اس میں

دیکھتا ہے دیدارِ خداوندی سے سرفراز ہوجاتا ہے۔

اے طالب خداوند مذکورہ تمام مراتب کا سرچشمہ کلمۂ طیب ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب مردِ خدا اس مقام پر آتا ہے تو اسرار ورموز سے ناآشنا لوگوں کو عارفانِ حق کے کلمات میں کفر نظر آنے لگتا ہے کہ یہی وہ مقام تھا کہ جہاں پر حضرت حسین ابن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''انا الحق کفرتُ بدین اللّٰہ والکفر واجب الدی وعند المسلمین قبیح ''میں حق ہوں میں نے دین خدا سے کفر کیا اور یہ کفر میرے نزدیک تو واجب ہے اور مسلمانوں کے نزدیک قبیح۔

اے میرے عزیز یہ کلام مردان خدا و مجردانِ آزاد کا ہے، کیا ہی اچھی بات کہی مرزا غالب نے:

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبو دیا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

کیا ہوتا؟ یہ اک اہم نکتہ ہے بجسم فانی، بہ روح باقی، نہ مرا، نہ جیا، عرفان کی ضد جہل ہے، جو عارف نہیں وہ جاہل ہے! جو نہ پہچانا وہ اندھا ہے۔ مگر ذی روح اور جب عرفان حاصل ہوا خدا تک پہنچا اور جب جسم فنا ہوگیا تو اضافات و اعتبارات، تعلقات ومحسوسات، علم وجہل، جسم و جاں، حروف والفاظِ زباں سبھی جاتے رہے۔ فقط ایک ذات! ذاتِ حق الآن کما کان جیسی پہلے تھی ویسی اب بھی ہے۔ کہ وہ ذات کا نور متحرک ہے۔ ہر مقام ومنزل تک پہنچ جاتا ہے! نہیں! وہ صاحب علم ہے کہ کل وجز کی خبر رکھتا ہے مگر کچھ علم نہیں رکھتا کیوں کہ وہ عین علم ہے کہ دونوں جہاں میں سوائے اس کے کچھ بھی نہیں نہ اس کی ابتداء نہ انتہاء! نہ

وہم وقیاس میں آئے نہ خیال وگمان میں سمائے! وہ جیسا تھا ویسا ہی ہے! نہ گھٹے نہ بڑھے نہ عروج وزوال ''لم یزل ولا یزال '' واحد بے مثال یگانہ و یکتا، جو تجھ میں ہے وہ مجھ میں ہے نہ گنتی میں آئے نہ شمار میں سمائے۔ وہ ایک ہے مگر ایک کہنا بھی محال ہے کیونکہ قید لگایا! قید لگانا کفر ہے اور دو کہا تو مشرک ہوا عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔

اے طالبِ صادق جس کو پہچانا وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے وہ پہچان میں نہیں آسکتا! بس ہر چیز منشاء خداوندی کی تکمیل میں مصروف ہے کہ یہاں کس کی مجال ہے کہ چوں وچرا کرے۔

وہ ذات پاک ہے جو نفی کرنے سے نہ نفی ہوتی ہے نہ اثبات سے ثابت! طاعات وگناہ سے بے نیاز! شاغل وغافل سے بے نیاز، عارف سے قریب، نہ جاہل سے بعید، نہ مومن سے قریب نہ کافر سے دور، نہ مکہ سے قریب نہ ہند سے دور، بس وہی اللہ، وہی رحمٰن، وہی رحیم، وہی کریم، وہی ھادی، وہی مضل، وہی ستار، وہی غفار، وہی جبار، وہی قہار۔

اے اللہ کے بندو! توحید کے اس حیرت وعبرتناک مقام میں قدم رکھنے والا لاکھوں میں ایک ازلی سعید ہوتا ہے۔ اس لئے عوام الناس کی استعداد کے مطابق ولیاقت کے موافق شریعت دین وملت، آداب، واخلاق، طاعات و عبادات، پرکاربند رہنا ہی عین دین اسلام کا تقاضہ ہے۔ اس لئے جتنے مرسلین وانبیاء علیہم السلام وہادی ورہنما گذرے ہیں تمام کے تمام صاحب مذہب وملت تھے۔ جن کی ظاہری تعلیم عوام الناس کی عقل کے مطابق تھی اور باطنی تعلیم خواص الناس کے لئے تھی اور جس کی فطرت جیسی ہوتی اس کو ویسی ہی تعلیم عطا فرماتے۔

جس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اور خاص صحابہ کرام کو خاص تعلیم فرمائی کیونکہ ہر کوئی اس تعلیم کا متحمل نہیں تھا۔ اسی لئے محدثِ اعظم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم ﷺ سے ایک خاص علم حاصل ہے۔ اگر میں اس علم کو ظاہر کردوں تو لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ یہ اشارہ اسی علم باطن کی طرف ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت علی کرم اللہ وجہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ یہ قولِ عمر بھی اسی علم توحید کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اے طالبِ صادق اسی لئے طاعات وعبادات کے قوانین عوام کے ساتھ خواص پر بھی عائد کئے گئے ہیں تاکہ دین اسلام کی روح محفوظ ہوجائے۔ جاننا چاہیے کہ توحید ہر قید سے آزاد ہے موحد مجردان آزاد کا کلام بھی اس قدر آزاد ہوتا ہے کہ ان کے کلام میں اپنی طرف سے معانی ومفاہیم کا حاصل کرنا الحاد و زندقہ کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔

بعض نے اس ذاتِ اللہ الصمد کی شان بے نیازی کی اثبات میں یہاں تک کہہ ڈالا کہ نہ کوئی ساجد ہے نہ مسجود نہ عابد ہے نہ معبود نہ نہ آدم ہے نہ ابلیس مگر صرف اک ذات مطلق۔

اسی ذاتِ مطلق کا نورِ خاص رنگ برنگِ صفات میں جلوہ نما ہے مگر ذات پاک بے نموں و بے چوں و چراہ ہے اس کا حصول، وصول، خیال، محال ہے مگر توفیق خداوندی۔

اک سائل کا عجیب سوال

سائل نے کہا کہ مشرک تو اپنے جمادی یعنی پتھر کے بُت کو خدا مان کر پرستش

کرتے ہیں اور مسلمان اپنے تصور یا دل میں جمائے ہوئے خیالی خدا کو حقیقی خدا مان کر عبادت کرتے ہیں جب کہ کافر کا جمادی بت اس کے سامنے ہے اور مسلمان کا خیالی خدا بُت اُس کے دل میں ہے اور بُت آخر بُت ہے جمادی ہو یا خیالی دونوں صورتوں میں بُت پرستی کا جواز حاصل ہوتا ہے تو ایک کو شرک اور دوسرے کو مسلمان کی سند کیسے دے سکتے ہیں جب کہ ایک ظاہر بُت پرست اور ایک باطن ایک جلی اور ایک خفی۔ اے صوفیو! گمراہ اور گمراہ گر پیرو! بغیر تاویل کے بتاؤ کہ اس گمراہ کن سوال کا کیا جواب ہے۔

جوابِ صواب

اُس کو کلمۂ طیب کے انوار کے شعلوں میں جلا کر مار دینا چاہیے اور پھر زندہ کرکے اسم اللہ ذات کی آگ میں جلا کر فنا کردینا چاہیے تاکہ اسے مقام مصدق و صفا حاصل ہوسکے اور یہ کام وہی کرسکتا ہے جس کو مرشد کامل کہتے ہیں ورنہ نامرد تو تاویل ساز بہانہ باز ہوتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ کیا ہے؟

کلمۂ توحید ہے، توحید کیا ہے؟ نہ ثواب کی امید نہ عذاب کا خوف ہو، نہ جنت کی خواہش، نہ جہنم کی ہیبت ہو یعنی شانِ بے نیازی کے مطابق بے نیاز ہوجانے کا نام توحید ہے! توحید کے اصول وضابطے انسان کی عقل وقابلیت کے مطابق بیان کئے گئے ہیں جیسا کہ ذاتِ مطلق نے روزِ ازل میں نزول کیا اور اس نزول سے کل موجودات وجود میں آئے۔ یعنی پہلے علم الٰہی میں تھا اور کمال ظہور

ہوا پھر عروج کرے گا تو اُس وقت تمام موجودات فنا ہو جائیں گے اور یہ مقالات عوام الناس کی عقل وفہم کے مطابق بیان کئے گئے ہیں جب کہ ذات بحث! ذاتِ مطلق کا نزول کیا ہے؟ عروج کیا؟ کہ وہ بے حدو بے نہایت یعنی نہ وہ حدود میں رہ سکتا ہے نہ اس کی انتہا ہے۔ کدھر سے نزول کرے اور کدھر عروج کرے کہ یہ اور ایسے بیانات صرف اعتبارات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ورنہ خدا کے لئے نزول وعروج کا ثابت کرنا اس کی شانِ بے نیازی پر الزام ہے۔

اے طالبِ صادق جب ایک خدا مانا، ایک اس کا علم اور علم میں کل موجودات اور جب تو خدا کہا تو تجھ میں بھی اس کا علم موجود ہے کہ علم غیر خدا نہیں اور علم میں کل موجودات تو یہ جملہ کائنات جو غیر علم نہیں وہ کیا ہے؟ لہٰذا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **لاتسبو الدهر فانی اناالدهر** زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ میں ہی ہوں (زمانہ وجود خداوندی ہے)۔

پس خدا اور خدا کا علم یعنی جو علم اندر ہے وہ سب خدا ہی ہے نہ نزول ہے، نہ کمال، نہ عروج ہے نہ زوال، نہ جلال ہے نہ جمال، تو پھر کائنات نے ظہور کیا تو کہاں کیا؟ کیا علم الٰہی سے نکل کر باہر آئی؟ جب کہ آج بھی تمام موجودات و مخلوقات علم الٰہی میں موجود و برقرار ہیں جیسے کہ پہلے تھے یہی خفا ہے اور یہ راز کُنتُ کَنزًا مَّخفِیًّا میں موجود ہے۔ یعنی ظہورِ علم اس کو کہتے ہیں۔

یہ معمہ کتنا عجیب ہے کہ خدا کی ذات میں خدا کا علم اور علم میں کُل کائنات اور انسان کے علم میں انسان کا علم اور علم میں خدا اپنے جاہ وجلال کے ساتھ موجود ہے یہ اُس کے ساتھ وہ اِس کے ساتھ ہے کہ بندہ خدا کے علم میں اور خدا بندے کے علم میں، اب کیا محاط کیا محیط، کون خدا، کون بندہ؟ لہٰذا اسی طرف حضرت جنید

بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اشارۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عارف ومعروف خود ہی ہے اور اس کا علم بھی محیط اور معرفت بھی محیط ہے پس خدا کون اور بندہ کون؟ چنانچہ بزرگ صوفیانِ کرام نے فرمایا کہ درحقیقت سب کچھ وہی ہے اور اس مقام پر بندہ کہاں اور خدا کہاں؟

خبردار کہ علوم مجردان آزاد اور کلامِ مردان خدا عام مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ اُن حضرات کے علوم، کلام، دعا، ومناجات بھی ایسے ہوتے ہیں جو عوام کے نزدیک کفر معلوم ہوتے ہیں توحید اور مسائل توحید بیان کرنے کے لئے ہر بار نئے نئے الفاظ، استعارے اور اصطلاحیں استعمال کئے جاتے ہیں مضامین میں اُلٹ پھیر اور بار بار کی تکرار میں ایک نئے راز کا بیان کرنا علم تصوف کا اک فنی تقاضہ ہے تاکہ جس کو غیر لوگ نہ سمجھ سکیں۔ اس لئے اس فقیر نے ہر بار ضمنی اُلٹ پھیر سے اک نئے راز کو فاش کیا ہے۔

علمِ تصوف

وہ مہذب اور جدید علم ادب نہیں کہ زبان کی چاشنی سے کتاب میں الفاظ کی مٹھاس بھر دی جائے تاکہ ادیب کی کہانی کا ہر سلسلہ دلچسپ معلوم ہو بلکہ یہ وہ علم ہے جو عوام یا مہذب ادیب کو چھو کر بھی نہیں گذرتا۔ کیونکہ یہ خالص سعیدانِ ازل کا حصّہ ہے۔

اے طالبِ صادق جاننا چاہیے کہ بندہ کجا اور خدا کجا۔ اس قول میں کیا راز ہے؟ اس کے معنی وہ، اُس کے معنی یہ، دوئی سے رہائی مشکل ایک بندہ، ایک خدا، اس کے معنی میں وہ اس کے معنی میں یہ، اس رمزِ زیروزبر کو وہ پاکھنڈی جاہل صوفی

اور پیر کیا جانے جو کلمۂ طیب میں نقص وعیوب نکالتے ہیں۔

آقائے نامدار سرورکونین راز الہٰ العالمین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''وجودک حجاب بینی وبینک ''یعنی تیرا وجود ہی تیرے اور تیرے خدا کے درمیان حجاب ہے۔

اس لئے اے طالب خدا پہلے اپنے آپ کو پہچان بعد رب کو! اس حدیث قدس میں کئی اسرار و رموز ہیں جس کو صرف کامل مرشد ہی بیان کرسکتا ہے۔ **العاقل تکفیه الاشارة** (درخانہ کس ست یک حرف بس ست)

جو نادان جاہل ہے اس کے سامنے تمام اسرار و رموز کیا ہیں کالے اکچھر بھینس برابر! اے طالب اللہ۔ ہمارے اس کلام کے معانی عارفِ ربانی ضرور سمجھیں گے کہ جن کے دل اور روح مسرور ہوجائیں گے۔ جاہل نادان کیا جانے نہ ہم کو ان سے کچھ حاصل نہ ہم سے ان کو کچھ نفع ہے نہ نقصان۔

خبردار! اس قسم کا کلام موحدانِ بے قید اور مردانِ آزاد کا ہوتا ہے اور اس قسم کا کلام مبتدی کے لئے سمِّ قاتل کا حکم رکھتا ہے۔

ان اسرار و رموز کو صرف کامل وعامل پیر ہی سمجھ اور سمجھا سکتا ہے۔ ورنہ اپنی عقل سے معنی گڑھ لینا انسان کو گمراہ کرسکتا ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جو درجہ فنافی الشیخ سے گذرنے کے بعد سامنے آتے ہیں۔ جملہ طالبان وسالکانِ طریق پر لازم ہے کہ اس قسم کے کلام موحدانہ سے بچیں اور استقلال واستحکام سے قدم ثبات طلب وتلاش میں رکھیں اور حصول مقصود میں سرگرم اور ذوق وشوق الٰہی میں مشغول رہیں۔ یا دو بودِ معشوق حقیقی میں مست ومستغرق رہیں اس فصل میں فقیر کی باتیں مشتے نمونہ از خروارے لکھی گئی ہیں۔ خبردار کہ یہ کلام شمشیرِ بے نیام ہے! زہرِ ہلاہل

کا جام ہے۔ ایسی باتیں سن سنا کر اکثر مسلمان گمراہ اور ملحد ہوجاتے ہیں۔ ''**نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا** ''راہِ راست اور صراطِ مستقیم وہی ہے جو کلام اللہ عزوجل اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے۔

پس ہر کلام کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی کسوٹی پر پرکھ کر قبول کرنا چاہیے۔ اُمت رسول اللہ ﷺ کے متقی علماء جو شریعت مطہرہ کے نگران ہیں اور جو ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۝ '' (الصف ۶۱:۲، پ ۲۸) وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے کی تنبیہ سے عبرت حاصل کرکے عوام الناس کی رہبری کو اپنا مقصد حیات بنالیتے ہیں۔ یہ وہ اہل تقویٰ علماء ظاہر ہیں جو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہیں جو ظاہر پر بہت باریک نظر رکھتے ہیں۔

پس ایسے علماء کرام کی اتباع کو دین کا تقاضہ اور حصول جنت کا وسیلہ سمجھنا چاہیے۔

نعوذ باللہ! یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے کہ فقیر نے جاہل پیروں کے ساتھ علماء ظاہر کو بھی اپنے موضوع بحث میں ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ فقیر کی مراد تمام علماء ظاہر واللہ ہرگز نہیں بلکہ وہ علماء ظاہر سے ہے جو کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ '' (البقرہ ۲:۴۴) تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو یعنی جن کے قول وفعل میں تضاد ہے اور تضاد سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔

اے میرے عزیز ذرا غور کرو کہ اگر موسیٰ علیہ السلام نہ ہوتے تو ''ربّ ارنی'' کے شوق ظاہر کا نعرہ کون لگاتا! بالکل اسی طرح متقی علماء ظاہر شوق کی آگ میں جلے ہوئے شائق دیدارِ خدا ہوتے ہیں۔ اور ظاہر یعنی شریعتِ مطہرہ پر بڑی باریک

اور گہری نظر رکھتے ہیں۔ اگر علماء شریعتِ مطہرہ اس کائنات میں عوام کے درمیان نہ ہوتے تو دین وملت کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ اگر دین وملت ہی نہ ہوتا! تو ہم نہ مسلمان ہوتے نہ مومن! دراصل یہی وہ محافظ ونگران ہیں جو ہر وقت شریعت کے کوڑے لئے ہوئے اسلام کے مضبوط قلعہ پر پہرہ دیتے ہیں۔ واللہ! متقی وپرہیزگار علماء اہلِ سنت والجماعت کی تحقیر یقیناً کفر ہے۔

کلمۂ طیب کا دوسرا جملہ محمد رسول ﷺ اور شریعت مطہرہ کیا ہے؟

اس راز کو رازِ تخلیق شریعت مطہرہ سے جاننا چاہیے۔ رازِ تخلیق شریعتِ مطہرہ کیا ہے؟ اے طالب صادق جاننا چاہیے جیسا کہ میں نے پچھلے باب میں تخلیق آدم، حکم سجدہ، فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا، اور انکارِ ابلیس سے کفر کی تخلیق کرنا، وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ مگر ایک نکتہ رہ گیا تھا جو اس باب میں اجاگر کیا جارہا ہے۔ یعنی حکم سجدہ کی تعمیل میں فرشتوں کا پہلا سجدہ کرنا اور شیطان کے مردودِ بارگاہِ خداوندی قرار دینے کے بعد بطورِ شکر فرشتوں کا دوسرا سجدہ کرنا اور ان سجدوں میں کیا راز پوشیدہ ہے کہ ان دو سجدوں میں تو ایک سجدہ تعظیم تھا دوسرا سجدۂ شکر! جاننا چاہیے پہلے سجدے سے تعظیم کا اور دوسرے سجدے سے تسلیم کا جواز حاصل ہوتا ہے۔ تعظیم وتسلیم کی اس مقدس ادا کو خدائے قدوس نے اس قدر پسند فرمایا کہ اس ادائے مقدسہ کو کلمۂ طیب **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ کے انوار سے آراستہ کر کے شریعتِ مطہرہ کی تخلیق فرمائی۔

لہٰذا شریعتِ مطہرہ کیا ہے؟ (**الشریعة کلها ادب**) یعنی شریعت مطہرہ تمام کی تمام ادب ہی ہے۔

جب آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا گیا تو کلمۂ طیب لاالہ الا اللہ اعلان نبوت وخلافت کے اظہار کے لئے عطا کیا گیا اور محمد رسول اللہ کے انوار کو آپ کے باطن میں پوشیدہ کردیا گیا۔ تاکہ یہ راز آپ کی خاص نسل درنسل منتقل ہوتا رہے بدستور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران اسلام کا ظاہر کلمۂ طیب لاالہ الا اللہ رہا اور باطن میں نورِ نبوت بن کر محمد رسول اللہ ﷺ رہا۔ اور صاحب شریعت پیغمبر حق پر شریعت کی تعمیر وترقی فرض قرار دی گئی تھی کیونکہ یہی وہ شریعت تھی جو ہر پیغمبر کی اُمت کے لئے نجات کا وسیلہ تھی کہ یہی وہ قانونِ الٰہی تھا جس پر عمل کرنے والا مومن اور انکار کرنے والا کافر کہلاتا رہا۔

المختصر! جب شریعتِ محمدی ﷺ کے نفاذ کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے وجود مسعود کے اظہار کے ساتھ مکمل کلمۂ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ عطا کیا گیا۔

شریعت مطہرہ کیا ہے؟ توحید ورسالت کا سرچشمہ ہے یہ وہ قانونِ خداوندی ہے جو اپنے منکروں کو اپنے حدود سے نکال باہر کردیتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کیا ہے؟ اک محفوظ ترین قلعۂ خداوندی ہے کہ جس میں تختِ محمدی ﷺ جلوہ افروز ہے! شریعت مطہرہ کیا ہے؟ بارگاہِ محمدی ﷺ ہے! شریعتِ مطہرہ کیا ہے؟ ظاہر محمدی ﷺ ہے، ظاہر محمدی ﷺ کیا ہے؟ سیرت محمدی ﷺ ہے سیرت محمدی ﷺ کیا ہے؟ شریعت مطہرہ ہے لہٰذا شریعتِ مطہرہ کا منکر سیرتِ ﷺ کا منکر ہے اور سیرت محمدی ﷺ کا منکر کافر ومردود ہے۔

جاننا چاہیے اے مسلمانوں! اس قلعہ مطہرہ کے چار دروازے ہیں اور چاروں برحق ہیں پہلا دروازہ صدق ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ محافظ ہیں۔ دوسرا دروازہ عدل ہے جس پر حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ متعین ہیں تیسرا دروازہ

غنیٰ ہے جس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نگران ہیں چوتھا دروازہ ستر پوشی یعنی شانِ ستاری کا ہے کہ جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ فائز ہیں۔

جو مسلمان کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اقرار و تصدیق سے مکمل طور بر شریعت مطہرہ کے حوالے ہو جاتا ہے اُس پر یہ چاروں دروازے کھل جاتے ہیں اور مسلمان کو اس اعزاز سے مقام توحید حاصل ہوتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ وہ قانونِ الٰہی ہے کہ جس کا نظام، واختیار، وتصرف، صاحبِ شریعت الٰہی محمد مصطفٰے ﷺ کے لئے مخصوص ہے اور اس قانونِ خداوندی کی حفاظت کے لئے نبی کریم ﷺ نے خلافتِ راشدہ سے لیکر صبح قیامت تک ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کا فیضان جاری وساری رکھا ہے۔ جن میں اول درجہ پر اور پہلی صف میں صحابہ کرام آتے ہیں، دوسرے درجہ میں تابعین وتبع تابعین اور تیسرے درجہ علماء کاملین ومحققین آتے ہیں۔

لہٰذا دُنیائے اسلام جب سے تیسرے دور میں داخل ہو چکی ہے تب سے آج تک علماء دین متین، مذہب اسلام یعنی حکومتِ الٰہیہ کے ہر نازک اور اہم عہدے پر فائز ہیں اور اپنا حق ادا کر رہے ہیں کہ جن کی بدولت دماعتِ حقہ یعنی سنت وجماعت محفوظ ہیں جو کہ صرف اور صرف جماعتِ ناجیہ ہے۔

اس لئے اے مسلمانوں ہم تمام اہلِ اسلام پر علماء کاملین ومحققین کی اتباع فرض ہے۔ اگر ہم اس فرض شناسی میں کوتاہی کرتے ہیں تو الحاد وزندقہ کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

اے اللہ ربّ ذوالجلال! ہمیں توفیق وہدایت عطا فرما کہ ہم علماء کاملین کی مکمل اتباع سے سرفراز ہو جائیں۔ تاکہ تیرے فرمانِ رحمت نشان یعنی

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ'' (النساء ۴:۵۹، پارہ ۵) کے مطابق صاحب امر حضرات کے زمرہ میں شامل ہو کر اس لامکانی شریعتِ مطہرہ کا احترام مکانی دُنیا میں کامیابی کیساتھ کر سکیں۔ آمین ثم آمین

و آخر دعوانا ان الحمدللّٰہ ربّ العالمین!

وَالصلوٰۃ والسّلام علی سیّدنا ومولانا محمّد و اٰلہ وصحبہ وتابعیہ وعلینا معھم الی یوم الدین برحمتک یاارحم الرّاحمین۔

فقط

الفہ الفقیر شاہ محمد ولی اللّٰہ قادری عفی عنہ

تمّت بالخیر

مختصر سوانح حیاتِ مصنف علیہ الرحمہ

ازحقیر فقیر سراپا تقصیر خادم الفقراء دین متین پیر سید شاہ عارف القادری ابن منور القادری پیرزادۂ المتوطن فقیر نند ہلی، ساکن دھارواڑ، کرناٹک

الحمدللّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتّقین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبه سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطاهرین واصحابه الاکرمین وعلینا معهم الیٰ یوم الدین ۔اما بعد اجمعین!

اک وہ دور تھا جب اسلامی کتب وتصنیفات کو گوہرِ نایاب کا درجہ حاصل تھا۔خصوصاً علم فقیہ، علم تفسیر وعلم حدیث اورعلم تصوف پر مبنی کتب ورسائل طالب علم کے لئے مشعل ہدایت کا مقام رکھتے تھے۔تاکہ سالک ظاہر وباطن کے اسرار ورموز سے واقف ہوکر تذکیۂ نفس، تصفیہ قلب وتخلیۂ روح حاصل کر کے سلوک الی اللّٰہ ومعرفتِ الی اللّٰہ کی کٹھن منازل طئے کرسکے۔

لیکن آج کے سائنسی دور میں عقلِ نفس کی پرواز نے ترقی کے نام پر کتب ورسائل کا ایک ایسا عالمی بازار کھول رکھا ہے کہ اس منڈی میں تہذیب وتمدن، عادات واطوار وصحافت وثقافت، مختلف فنونِ لطیفہ سائنسی معلومات، سائنسی اور مذاہب، مذاہب عقائد اور اسلام وایمان پر ایک ڈھونڈ وتو ہزار کتابیں با آسانی مل جاتی ہیں۔

آج کے مغربی تعلیم یافتہ انسانوں نے ہر موضوع پر قلمی استدراج کا وہ محشر

بپا کر رکھا ہے کہ ہر قلم کار ہر مفکر اپنے انفرادی نقطہ نظر کو کمالِ انسانیت کا نقطۂ عروج یا کم از کم بے بدل منزل مقصود ضرور سمجھتا ہے۔

بے باک قلم کی آزاد جسارت نے مذاہبِ عالم کے ڈھیلے ڈھالے بے ڈول چوغوں کو جھٹک جھٹک کر صدیوں پرانی گرد وغبار کے پرتوں کو جمع کر کے چلانا شروع کیا ہے۔کہ آ۔۔۔۔۔۔۔اے نئی نسل ادھر آ۔۔۔۔کہ دیکھ یہی وہ مٹھی بھر دھول ہے جس کو راہِ پنڈت اور مُلّا اپنے چہروں کا طلسماتی نازہ سمجھتے ہیں۔یہی وہ مُٹھی بھر دھول ہے جس کو مذاہب کے ٹھیکے داروں نے کیمیائی اکثیر کی طرح عقائد کی بوتلوں میں بند کر کے اقوام کے مزاجوں پر چھڑکتے ہیں اور یہ اندھی عقیدت کے متوالے اللّٰہ کی زمین پر انسانی خون سے حوانیت کی تاریخیں مرتب کرتے ہیں۔

دوسری جانب جدید سائنسی دور میں بھی علمائے اسلام میں مذہب اسلام ہی کو قدیم سے قدیم ترین اور جدید سے جدید ترین آئینہ انسانیت اور محفوظِ حیات کا ضامن ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانیت کو کمالِ عروج عطا کرتا ہے۔یا اسلامی ہی وماخذ ہے جہاں سے مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والے علوم ماخوذ ہیں۔اسلام وہ مخزن ہے جہاں سے انسانی فلاح وبہبودی وترقیات کے خزانے نکلتے ہیں۔اسلام ہی وہ منزل ہے جہاں پر جاکر انسانیت کی ہر راہ ختم ہوجاتی ہے۔اسلام ہی وہ تجربہ گاہ (Laboratory) ہے جہاں سے جدید علوم کے یعنی (Advance Science) کے نظریے جنم لیتے ہیں۔ اگر اسلام کو ہٹالیا جائے تو یہ دُنیا بے علمی، بداخلاقی کے گمراہ کُن اندھیروں میں بھٹک جائے گی۔

آج کا دور جدید علوم، جدید افکار، جدید تجربات کا ایک ایسا مشرن ہے کہ

جس میں مذاہب عالم کی ارواح گھٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ایک مذہب کے علمبردار دوسرے مذہب کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے ہزاروں حربے تیار رکھے ہیں۔ ایک مذہب کے ہتیار سے دوسرے مذہب کے سینے کو لہولہان کیا جارہا ہے۔ ایک مذہب والے دوسرے مذہب کی آبروریزی کی مکمل کوشش جاری رکھے ہیں۔ خصوصاً اسلام دُشمن عناصر نے تو مذہب اسلام کو مذہب اسلام کے خلاف اسی مذہب کی تعلیم یافتہ نسلوں کو استعمال کیا ہے اور کیا جارہا ہے کہ مذہب اسلام کئی فرقوں میں بٹ جائے تاکہ Divide and Rule کا مقصد حاصل کیا جاسکے۔

آج مذہب اسلام، عقائد اسلام، عصمتِ رسول، عظمت اولیاء و فقہی اُصول اور فقہ کے ظاہری پہلو کے علاوہ تصوف کے باطنی پہلو کو بھی ہدفِ تنقید بنایا جارہا ہے! ہزاروں نہیں لاکھوں کتابیں اسلام کے ظاہری و باطنی پہلو پر لکھی جارہی ہیں۔ اسلام کے منصف مزاج خیرخواہوں کے علاوہ اسلام مخالف متعصب اقوام کے مفکروں نے بھی طبع آزمائی کی ہے اور کررہے ہیں تاکہ مذہب اسلام کئی فرقوں میں بٹ کر خود ختم ہوجائے۔

اللہ کی پناہ! بازاروں میں بنام اسلام کروڑوں کتابیں ایسی مل جاتی ہیں جس میں مذہب اسلام کے خلاف ایسا زہر اگلا گیا ہے جس کا تریاق ہی نہیں ہوسکتا۔

ایسی کتابیں جب قاری کے ہاتھ لگ جاتی ہیں تو قاری کی عقل بسا اوقات یہ فیصلہ ہی نہیں کرپاتی کہ کس کتاب کو یا کتاب کے مولف یا مصنف کے نظریات کو عین اسلام کے نظریات و پیغامات کا ترجمان سمجھا جائے۔ یا کس کتاب سے اسلام کا روحانی جوہرِ لطیف حاصل کیا جائے کیونکہ بیچارہ قاری خود کو عالم کہلانے کے

باوجود اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ عربی زبان سمجھ سکے یا گفتگو کرسکے اگر گفتگو کر بھی لیا تو فارسی زبان نہیں آتی اگر فارسی زبان پر عبور رکھتا ہے تو انگلش زبان سے نا آشنا ہے اگر انگلش سے آشنائی ہے تو اردو زبان کے رُخ سے تو بالکل ہی تہی دامن ہے۔ اب ذرا سوچئے ایسے میں قاری بیچارہ کرے تو کیا کرے! چاروناچار اگر وہ قرآن مقدس کی طرف رُخ کرتا ہے تو عربی کلمات تو وہ سمجھ نہیں سکتا لہٰذا وہ تراجم سے کام چلانا چاہتا ہے تو تراجم میں بھی گڑبڑ گھوٹالہ۔

تفاسیر میں بھی الجھاؤ یا تفسیر بالرائے کی سحر انگیزیاں قاری کی عقل کو متاثر کرتی ہیں! احادیثِ کریمہ پر غور کرنا چاہیے تو لفاظی کی ہیر یاں پھیریاں نظر آتی ہیں یا اپنے مقدمے کو مضبوط کرنے کے لئے مکمل حدیثِ پاک کے بجائے صرف ٹکڑوں کا استعمال ہی فنِ حدیث کا اچھوتا نمونہ بن کر رہ گیا ہے۔

افسوس کہ قاری کی عقل مخلص علماء کاملین کی طرف جاتی ہی نہیں کہ وہ اپنے اسلاف و اخلاف کے بے مثال دین و ایمان کو اپنا رہبر بنالے یا وہ اُن کتابوں سے استفادہ حاصل کرکے کہ جو عین بعین دینِ حقہ کی ترجمان ہیں یہ جدید تعلیم یافتہ انسان جدید کتب و رسائل کے کروڑوں ذخیروں میں اُلجھ کے رہ جاتا ہے۔

کب اور کیسے دور کی کوڑی لانے میں کامیاب ہوگا الغرض بغیر رہبر کے راستہ چلنا انتہائی مشکل امر ہے۔

ادھر اسلام دشمن طاقتوں نے تو مذہب اسلام کے خلاف پوری قوت جھونک دی ہے تاکہ اسلام کا حقیقی چہرہ ہی مسخ کیا جاسکے! ہزاروں کروڑوں ناپاک کاوشات و سازشات کے خلاف علمائے حقانی کا ہرمورچہ اسلام دشمن عناصر کے خلاف ابتداء ہی سے ڈٹا ہوا ہے۔ تاکہ متعصب اقوام کے ناپاک ہاتھ

دامن اسلام کو چھونے سے پہلے ہی توڑ دیئے جائیں۔ ایسے ہی دفاعی مورچے کے ایک عظیم سپہ سالار جن سے میری مُراد قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین گوہر صادقین مجاہد ملت شیخ شریعت وطریقت عارف حقیقت ومعرفت سرکار سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔

برصغیر کے تاریخی صفحات بھی آپ کے والدمحترم کے ممنون ہیں کہ اگر آپ 1857ء کی انگریزی تاریخ کے کُتب ورسائل میں جھانکیں تو ایک مشہور نام انگریزوں کے زیر دفاعی وارنٹوں میں ہزاروں بار ملے گا وہ ہے مُلا عرف مُلا محمد شاہ قادری جس کا تذکرہ وطن کے لال نامی کتاب میں بھی موجود ہے یہ وہ نام ہے جو علماء بدایون کے مورچے سے انگریزوں کا جینا حرام کرر کھا تھا! یہ وہ شخصیت ہے جو علامہ فضل حق خیر آبادی کے شانہ بشانہ انگریز سرکار کی بیخ کنی میں مصروف کار تھی۔ یہ وہ عظیم فرزندِ اسلام ہے جس نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔ یہ وہ قوم وملت کا عظیم سپوت ہے جو مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کا شیخ طریقت تھا یہ وہ مجاہد ہے جو مذہب اسلام کے خلاف ہونے والے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیتا تھا! یہ وہ مردِ آہن تھا جو اسلام مخالف ہر تحریک کو اُنہی کے گھر میں ختم کر دیتا تھا۔

الغرض مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر آپ کو ہمدان سے ہندوستان آنے کی دعوت دی تا کہ وہابیت کے علمبردار (مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کی وہابی تحریک جس کا محرک خود انگریز تھا) کو ختم کیا جا سکے اور اسلام کو فرقوں میں بٹنے سے محفوظ رکھا جائے تا کہ انگریزوں کی Divide and Ruld والی پالیسی کا سدِ باب بھی کیا جا سکے۔

لہٰذا آپ ہندوستان تشریف لائے اور شہر لکھنو کو اپنا مسکن بنالیا۔

اس عظیم الشان قومی رہنما کے عظیم فرزند کا نام نامی مجاہد ملت قائد شریعت شیخ معرفت مولانا مولوی حاجی سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری ہے۔

جن کی ابتدائی تعلیم حضرت ابوالبرکات علامہ مولانا مفتی شارح کتب کثیرہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے شفیق اسلامی وروحانی درسگاہ میں ہوئی جہاں سے آپ عالم وفاضل محقق ومفتی بن کر نکلے۔

اپنے والدمحترم سرکار الشاہ محمد قادری علیہ الرحمۃ سے پہلا خرقۂ خلافت وارادت حاصل کیا دوسرے مرحلے میں اعزازی خلافت ارادت کا خرقۂ حضرت امداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ (یاد رہے موصوف حضرت امداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی جیسے مشہور ومعروف وہابیت کے علمبرداروں کے بھی پیر طریقت رہے ہیں)

تیسرا اعزازی خرقۂ خلافت وارادت اپنے والدمحترم سرکار شاہ محمد قادری علیہ الرحمۃ کے پیر محترم حضرت شاہ عبدالقادر ویلوری علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت شاہ رکن الدین قادری علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔

خصوصاً 1857ء کے بعد کے ہندوستان میں اسلامی حالات پر اگر موضوع تاریخ کا جائزہ لے تو صرف اور صرف اسلام ہی وہ واحد مذہب نظر آتا ہے جس پر اسلام مخالف قوتیں چاروں جانب سے حملہ آور نظر آتی ہیں۔ مذہب اسلام کے پیروکاروں کو مشرک وبدعتی ثابت کرنے کی ایک ناپاک گھناؤنی سازش کی جارہی تھی غیر اقوام کی بات ہی کیا خود اسلام کے ماننے والے اسلام دشمن عناصر کے ہاتھوں بک چکے تھے۔

مذہب اسلام کے ماننے والے میں سے چند علماء اپنا دین وایمان کوڑیوں کے بھاؤ بیچ چکے تھے اور انگریز بھی کھل کر ان ناپاک دلالوں کا استعمال اسلام کے خلاف کررہے تھے! نئی نئی جماعتیں نئے نئے فرقے عجیب وغریب افکار وعقائد پر مشتمل جدید نظریے جنم لے رہے تھے تا کہ اسلام کی ظاہری و باطنی تعلیمات کی طہارت ہی سے مسلمان محروم ہو کر صرف اُس نظریئے کو ہی مسلمان اصل اسلام سمجھیں جس کو انگریز پیش کرنا چاہتا تھا۔

الختصر! شریعت مطہرہ کی دفع کے لئے علماء کاملین کشمیر سے کنیا کماری تک سینکڑوں مورچوں پر ڈٹے ہوئے تھے تا کہ ناپاک دشمن دامن اسلام کو داغدار نہ کرسکے اور یہ ثابت بھی کر دیا کہ صبح قیامت تک تحفظ اسلام کے لئے اسلام کے سپوتوں کی نہ کوئی کمی ہے نہ ان کے خون کی گرمی کبھی سرد ہوسکتی، نہ ہی دشمن انہیں کسی مورچے پر مغلوب کرسکتا ہے۔ انہیں فرزندانِ اسلام میں ایک شخصیت ہے سرکارِ مجاہدِ ملت حضرت شاہ محمد ولی اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی جو ایک طرف شریعتِ مطہرہ کی تحفظ کے لئے شمالی ہندوستان کے شہر لکھنؤ و بدایون سے لیکر دکن ہندوستان کی سرزمین مدراس حیدرآباد اور صوبہ کرناٹک کے اکثر شہروں میں سرگرم عمل تھے کہ ہندوستان کے کونے کونے میں اسلام اور اہلسنّت والجماعت کا وقار برقرار رہے۔

بزرگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج بھی دکن ہندوستان میں اہلسنّت والجماعت کا بول بالا ہے اور رہے گا۔

دکن میں دکن کا حیدرآباد جسے دکن ہندوستان کا بغداد کہئے کہ رنگ قادریت سے اس قدر مزین ہے کہ نہ زمانے کے حالات اس کے رنگ کو پھیکا کرسکے نہ

شمالی ہندوستان کی دین فروش جماعتیں اس پر اثر انداز ہوسکے۔ نہ ہی آج تک اس مضبوط قلعے میں کوئی شگاف پیدا کرسکے۔

کمپنی سرکار انگریز بڑی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت مذہب اسلام کے ظاہری و باطنی پہلو یعنی جسم اور روح دونوں کو مسمار کرنے کی ناپاک سازش کررہا تھا شریعتِ مطہرہ کے تحفظ ودفاع میں لاکھوں کروڑوں جانبازوں کی افواج تو موجود ہی تھی کہ انگریزوں نے خانقاہی نظام وعقائد پر شرک وبدعت کا پہلا فتویٰ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ دلوا دیا پھر کیا تھا بحث ومناظرات کی ایک لمبی جنگ آپس میں شروع ہوگئی ہر طرف سے قبر پرستی اور بدعتی کے فتوؤں نے قوم میں اس قدر دراڑ ڈالی کہ بزرگوں کی مزارات کو وہی گمراہ مسلمانوں نے مسمار کرنا شروع کیا جن کے آباؤ واجداد نے تعمیر فرمائی تھی سینکڑوں کتب ورسائل لکھئے جانے لگے کہ یہ شرک ہے۔ وہ بدعت۔ نہ شرک کبھی معاف ہوسکتا ہے۔ نہ بدعتی کبھی جنتی ہوسکتا ہے کہ یہ دوزخ کے کُتے ہیں۔ کیسے بزرگ۔ کہاں کے بزرگ وہ تو مرچکے یہ مردے نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں نہ ان میں دیکھنے کی صلاحیت ہے وہ تو مرچکے ہم بھی کل مرجائیں گے! تم مردوں کو مردہ سمجھو! مردوں کی قبروں کو زندہ تصور کرنا فریادرساں تصور کرنا، مدد مانگنا اگر یہ شرک نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ ناپاک جنگ قبر پرستی اور بدعتی کے فتوؤں سے کیا شروع ہوئی کہ بزرگانِ دین کی حرمتوں کو مجروح کرتی ہوئی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ تک پہنچی آپ کی شانِ اقدس میں رکیک حملے کئے جانے لگے معاذ اللہ آپ کی ذاتِ اقدس پر اس قدر فتوؤں کی بوچھار کی گئی کہ تقویت الایمان کے نام سے ایک مکمل ضخیم کتاب لکھی گئی یہ کتاب ہندوستان کے بازار میں کیا آئی کہ انگریز کے ایجنٹوں نے عظمتِ رسول

کو پامال کرنے والی کتاب کو ایک نئے قرآن کا بدل سمجھ لیا اور یک بیک سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالی کہ اسلام کا رسول معاذ اللہ مرکر مٹی میں مل گیا! کل میں بھی مرکر مٹی میں مل جاؤں گا! معاذ اللہ اسلام کا رسول اُس علم غیب سے محروم تھا جو پیغمبروں کا خاصہ ہے! رسول تو رسول اسلام کا اللہ بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

لہٰذا جس قوم کا خدا جھوٹا ہو اور معاذ اللہ رسول مردہ ہو تو مردہ کے غلام قبروں میں زندہ کیسے رہ سکتے ہیں؟

ان روح فرسا حالات میں چند نابالغ زندیق پیروں نے جاہل خانقاہوں سے ایک شوشہ چھوڑا کہ کلمۂ طیب میں دو کفر چار شرک موجود ہیں جب تک دو کفر اور چار شرک کا نکال کر کلمہ نہ پڑھا جائے کوئی بھی مسلمان ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔

پھر کیا تھا کہ مجاہدِ ملت سرکار سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے غیور قلم کی تلوار حرکت میں آ گئی کہ ان جاہل صوفیوں اور پیروں فقیروں کی سرکوبی کی جاسکے اس لئے ''کلمے کی کل'' نامی کتاب لکھ کر جاہل صوفیوں نابالغ پیروں کی جہالت کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوڑ دیا کہ کوئی جاہل پیر پھر کسی بھی دور میں کلمۂ طیب خبیثہ ثابت کرنے کی جسارت نہ کرسکے مگر افسوس کہ چند سالوں سے دوبارہ یہی نعرہ گونجنے لگا کہ کلمہ دو کفر اور چار شرک کا ایک مجموعہ ہے جس کو نکال کر پڑھے بغیر مسلمان کا اسلام و ایمان مکمل نہیں ہوسکتا کیونکہ کتابِ ہذا آج کل بالکل نایاب ہو چکی ہے اس سرکارِ مجاہد ملت سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے یعنی پوتے نے اس کتاب کی پہلی اشاعت کے 75 سال بعد دوبارہ شائع کرنے کی ایک پرخلوص کوشش کی ہے اللہ رب العزت اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین!

(۱) جوازِ فاتحہ و دُعا

یہ کتاب قبر پرستی اور بدعت کے الزام کی آڑ میں فاتحہ اور دُعا کو مشرکانہ عقائد ثابت کرنے کی خبیث اور ناپاک کوشش کرنے والے دین فروش علماء کے منہ پر تازیانہ حق ثابت ہوئی اور یہ وہ پہلی مستند کتاب ہے جو وہابیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔

(۲) ثبوتِ سماعِ موتیٰ

بزرگانِ دین کو مرا ہوا یا مردہ سمجھ کر ٹھٹا کرنے والے وہابیت کے علمبرداروں کو سرِ بازار بے نقاب کرنے والی یہ وہ مدلل و مفصل کتاب ہے جو وقت کی اک اہم ضرورت پورا کرتے ہوئے قرآن اور احادیث کریمہ کے روشن دلائل سے مسلمانوں کے عقائد حقہ کو عشق رسول کا سیسہ پلا کر اک وہ آہنی دیوار بنا دیتی ہے جس سے ٹکرا کر گستاخانِ رسول ﷺ اور دشمنان اولیاء اللہ سیدھے اپنے انجام تک پہنچ جاتے ہیں۔

(۳) راہِ سلوک

گمراہ اور گمراہ کُن پیروں کے لئے یہ کتاب مشعل ہدایت کا درجہ رکھتی ہے پہلے اس کتاب کی روشنی میں خود کی ظاہری و باطنی کیفیت اللہ اور اُس کے رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کی رضا کے مطابق ڈھال لیں تاکہ اپنے طالبین یا سالکین اور مریدین کی رہنمائی کا فریضہ حسبِ منشائے خداوندی ادا کرسکے۔

(۴) جواہرالعرفان

یہ وہ مقدس تصنیف ہے جس میں اسرار ومعارف کے دریا بہادیئے گئے ہیں سلسلہ قادریہ کے معیاری بزرگوں کی تصنیفات میں جواہرالعرفان وہی مقام رکھتی ہے جو کتاب کے مضمون ومفہوم سے پہلے کتاب کا عنوان رکھتا ہے! یہ کتاب سلوک الی اللہ کے مسافر کیلئے شمع توفیق ہدایت ہے اور لہٰذا اگر کسی کو پیر کامل نہ میسر آئے تو کتاب جواہرالعرفان طالب کیلئے انشاءاللہ پیر کامل ثابت ہوگی۔

(۵) تفہیماتِ کلمہ کی کل

جو غیر مطبوعہ تھی اور اب یہ کتاب زیورطبع سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں موجود مطالعہ کیجئے بعد مطالعہ کے آپ خود ہی کہہ اٹھیں گے کہ ’’ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ ‘‘(بنی اسرائیل ۱۷:۸۱، پارہ ۱۵) حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل مٹنے ہی کے لئے ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا تمام کتابیں انشاءاللہ جلد ہی تقریباً ستر اسّی سال بعد ایک بار پھر یکے بعد دیگرے وقت کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے منظر عام پر آ رہی ہے۔

دکن ہندوستان کے مفلس وپسماندہ حالات نے صرف مذکورہ کتابوں کو یہ زیورِطبع سے آراستہ ہونے کی اجازت دی ورنہ سرکار مجاہدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سینکڑوں غیر مطبوعہ کتابیں الماریوں میں آج تک جوں کی توں قید نہ ہوتیں۔

دُعا فرمائیے کہ اللہ ربّ العزت ہمیں وہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اُن الماریوں والی کتابوں کو جو دین وایمان کے انمول جواہرات کے خزانے ہیں زیورِ

طبع سے آراستہ کرسکیں تاکہ قوم وملت کی امانت قوم وملت تک پہنچا کر سرکار مجاہد ملت کی روحِ مبارکہ کو خراجِ تحسین ادا کرسکیں۔

دکن ہندوستان میں دینی وملی خدمات کامختصر جائزہ

انگریزوں کی پیدا کردہ پروردہ غلام احمد قادیانی کی تحریک احمدیہ کی جڑواں تحریک ''تحریک صدیق چنبسو ویشور'' دکن ہندوستان کے مذاہب میں خصوصاً ہندوازم اوراسلام کے عقائد کے امتزاج ایک انوکھے نظریئے کا سنگم پیش کردیا جس کو قبول کرکے نہ مسلمان! مسلمان رہے نہ ہندو، ہندورہے ۔ اس انتہائی خطرناک تحریک ''صدیق چنبسو یشور'' کونیست ونابودکرنے والی واحد شخصیت کا نام سرکار مجاہدملت عارف باللہ سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

نوٹ: مناظرات ومباحثات کے شکست کا اعتراف خود بانئ تحریک نے کیا ہے جس کے لئے بانی تحریک صدیق صاحب کی کتابیں خود گواہ ہیں۔

تحریک وہابیہ کے سورماؤں کو گلبرگہ، بیجاپور، حیدرآباد، بلہاری، ہُبلی، دھارواڑ جیسے بڑے شہروں کے علاوہ دیہاتوں میں بھی ایسے پچھاڑا کہ آپ کی طبعی حیاتِ مبارکہ میں غدارانِ اسلام کی جرأت نہ ہوئی کہ ان علاقاجات کی طرف آنکھ بھی اُٹھا کر دیکھ سکے حضرت پیر طریقت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام حق پرست خلفاء وعلماء کی ایک ایسی مضبوط جماعت تیار فرمائی جو ہر وقت آپ کے مریدوں اور خلفاء کے اسلام اور عقائد پر نظر رکھتی تھی اور جو بھی غدار ملت منافق نظر آ تا اُسے جماعت سے نکال باہر کرتی تھی۔

انہیں بڑے بے آبرو اور ذلیل وخوار ہوکر نکالے گئے علماء میں سے چند مشہور زمانہ ملاؤں میں سے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اور دیگر علمائے دیوبند بھی تھے مگران میں یہ لوگ سرفہرست ہیں جو وہابیہ

تحریک کے متحرک ارکان ہیں جامعہ نظامیہ کے بانی حضرت شیخ الاسلام سرکار عارف باللہ انوراللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (حیدرآباد) کا یہ مخلص روحانی بھائی جن کو حضرت سید احمد دہلان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد ملت کے خطاب سے یاد فرمایا تھا حقیقتاً اپنے کردار سے اپنے کشمیر سے کنیا کماری تک اپنی حیات میں ثابت بھی کردیا کہ مجاہدۂ ظاہر وباطنی کا حقیقی معیار صرف اور صرف خدا کی رضا اور مخلوق کی خدمت ہے۔

مگر افسوس کہ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی شخصیت خود اپنے آپ میں ایک تاریخ ہونے کے باوجود آج کی جدید وقدیم تاریخ کے صفحات سے غائب ہے جن کے پیروکاروں کو اتنی بھی توفیق نصیب نہ ہوئی کہ اس عظیم تاریخ ساز شخصیت کو تاریخ میں محفوظ رکھ سکے۔

دکن میں آپ کی قومی وملی خدمات کا تجزیہ

''بنام مدنی مسجد'' شہر دھارواڑ کے صدر بازار میں ایک عظیم الشان مسجد وسیع وعریض یعنی خطۂ اراضی پر تعمیر فرمائی جو اپنی مثال آپ ہے۔

''انجمن اسلام کے نام سے شہر ہُبلی میں ایک اسلامی ادارہ قائم فرمایا کہ جس میں اپنے مریدین وطالبین نے خصوصاً تعاون فرمایا جن میں حضرت سردار نواب محبوب علی خان صاحب جناب شاہدی صاحب اور جناب حسین بیگ صاحب فوجدار (فاروقی) وغیرہ حضرات مشہور ومعروف ہیں! ادارہ لہٰذا آج صوبۂ کرناٹک کا رئیس ترین اور مصروفِ عمل ہے کہ جس کے ماتحت پرائمری اسکولوں سے لے کر ڈگری کالج اور ہسپتال تک خدمتِ خلق کا اہم فریضہ انجام دے رہا ہے۔ مقام

ہلگور تعلقہ شہنور میں مساجد کی تعمیر فرمائی کہ آج بھی وہ مساجد آباد ہیں۔

شہر بیجاپور کے دیہاتوں میں کئی مساجد کے علاوہ چھوٹی چھوٹی دینی درسگاہیں بھی قائم فرمائی تاکہ مسلمان دینی اور دنیوی علوم سے محروم نہ رہ سکے۔

الغرض! آپ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع گواہ صادق ہے۔

آپ کی شخصیت علمی قلمی و عملی جہاد کی ایک بے نظیر مثال ہے اور آپ کے اخلاق و کردار کے نقوش برصغیر کی تاریخ کے صفحات میں اگر دھندلے دھندلے نظر آتے ہیں تو کیا ہوا آپ کی تصنیفات آپ کی شخصیت کی گواہی قیامت تک دیتی رہیں گی۔

آخر کار ملت اسلامیہ کا یہ عظیم رہنما وسپوت سن 1925ء میں اس دارِفانی سے عالم جاویدانی کی طرف رواں دواں ہوا۔ اور (**موت العالم موت العالم**) (ایک عالم ربانی کا انتقال درحقیقت ایک جہاں کا انتقال ہے) کا مصداق دنیا کی آنکھوں سے اُوجھل ہوگیا (اور ایک عربی شاعر کے شعر کے مطابق یعنی

وما کان قیس ھُلکه ھلکُ واحدِ

ولکنه بنیان قوم تهد ما

(قیس نامی شخص کی ہلاکت صرف ایک آدمی کی ہلاکت نہیں ہے بلکہ وہ ایک قوم کی بنیاد تھا جو اچانک منہدم ہوگیا) اس طرح ہمارے درمیان سے ایک عظیم ذات ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوگئی)

اور اپنے پیچھے ہزاروں وہ انمٹ نقوش چھوڑ گیا جو ایک عام مسلمان کے لئے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔

شعر

دل اپنی طلب میں صادق تھا بیتاب سوئے مطلوب گیا
دریا ہی سے یہ موتی نکلا تھا دریا ہی میں جا کر ڈوب گیا

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوائے امیر کارواں تجھ پر
سرکارِمدینہ کی اُلفت میں جومرتے ہیں
اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں

(اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنِ)

نوٹ: اس کتاب میں زبان اور اندازِ بیان دکن ہندوستان کی عوام کے مزاج کے مطابق اختیار کئے گئے ہیں۔ لہٰذا قارئین کرام اُردوئے معلّٰی کے معیار پر پرکھنے کی کوشش نہ کریں عین نوازش ہوگی۔

زیور طباعت سے آراستہ شدہ تصانیف

☆ جواہرُ العرفان (مجاہد ملت حضرت سید شاہ محمد ولیُ اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ ثبوت سماع موتیٰ (مجاہد ملت حضرت سید شاہ محمد ولیُ اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ من عرف نفسہ ''معرفتِ ذات انسانی'' (مجاہد ملت حضرت سید شاہ محمد ولیُ اللہ قادری
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ تفہیمات کلمہ کی کل (مجاہد ملت حضرت سید شاہ محمد ولیُ اللہ قادری علیہ الرحمہ)
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ حقیقت پیری مریدی (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ العلم نورٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ (صحیفۂ اسرار) صحيفة السرائر فى حقيقة النوادر
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ سبیل النجات من الغمات الى الهدايات (بہت سہل ہے ڈگر پنگھٹ کی)
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ جلوۂ نوری (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ روحِ سماع (شعری مجموعہ) (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ کنز اخفی (کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا) (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ سر کن فکاں (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ توحید و تصوف (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆☆☆